اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ

قرآن کریم ۲:۲۵۸

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

نبوت - فتح ۱۳۹۶ ہش
نومبر - دسمبر ۲۰۱۷ء

النور

LOVE FOR ALL ~ HATRED FOR NONE
Muslims for Loyalty
www.MuslimsForPeace.org
1-800-Why-Islam
AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY
United States of America

Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad of Qadian

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النّور

ریاستہائے متحدہ امریکہ — Al-Nur

جلد ۳۹ — نبوت، فتح ۱۳۹۶ ہش — نومبر دسمبر ۲۰۱۷ — صفر، جمادی الاول ۱۴۳۹ ہجری — شمارہ ۱۱، ۱۲

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا

(سورۃ الجن: ۲۶)

تُو کہہ دے میں نہیں جانتا کہ جس سے تم ڈرائے جاتے ہو وہ قریب ہے یا میرا ربّ اس کی مدّت کو لمبا کر دے گا۔

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۙ

(سورۃ الحجر: ۵۰)

میرے بندوں کو مطلع کر دے کہ یقیناً میں ہی بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوں۔

(۷۰۰/ احکامِ خداوندی صفحہ ۹۵)

اِس شمارے میں

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر

مدیر: سید ساجد احمد

معاون مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین: امۃ الباری ناصر، احمد مبارک، صاحبزادہ جمیل لطیف، صادق باجوہ، محمد صفی اللہ خان، امتیاز راجیکی

لکھنے کا پتہ:

Al-Nur@ahmadiyya.us

Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road,
Silver Spring, MD 20905

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

(سورۃالمائدۃ آیت 4)

آج میں نے تمہارے لئے اپنا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا۔ اور میں نے پسند کیا کہ اسلام تمہارا مذہب ہو۔

قرآن مجید

منجانب اللہ مذہب

تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

کسی مذہب کی سچائی ثابت کرنے کے لئے یعنی اس بات کے ثبوت کے لئے کہ وہ مذہب منجانب اللہ ہے دو قسم کی فتح کا اس میں پایا جانا ضروری ہے۔ اوّل۔ یہ کہ وہ مذہب اپنے عقائد اور اپنی تعلیم اور اپنے احکام کی رُو سے ایسا جامع اور اکمل اور اَتم اور نقص سے دُور ہو کہ اس سے بڑھ کر عقل تجویز نہ کر سکے۔ اور کوئی نقص اور کمی اُس میں دکھلائی نہ دے۔ اور اس کمال میں وہ ہر ایک مذہب کو فتح کرنے والا ہو یعنی ان خوبیوں میں کوئی مذہب اُس کے برابر نہ ہو۔ جیسا کہ یہ دعویٰ قرآن شریف نے آپ کیا ہے کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

یعنی آج میں نے تمہارے لئے اپنا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا۔ اور میں نے پسند کیا کہ اسلام تمہارا مذہب ہو۔ یعنی وہ حقیقت جو اسلام کے لفظ میں پائی جاتی ہے جس کی تشریح خود خدا تعالیٰ نے اسلام کے لفظ کے بارہ میں بیان کی ہے اس حقیقت پر تم قائم ہو جاؤ۔ اس آیت میں صریح یہ بیان ہے کہ قرآن شریف نے ہی کامل تعلیم عطا کی ہے اور قرآن شریف کا ہی ایسا زمانہ تھا جس میں کامل تعلیم عطا کی جاتی۔ پس یہ دعویٰ کامل تعلیم کا جو قرآن شریف نے کیا یہ اُسی کا حق تھا اس کے سوا کسی آسمانی کتاب نے ایسا دعویٰ نہیں کیا جیسا کہ دیکھنے والوں پر ظاہر ہے کہ توریت اور انجیل دونوں اس دعوے سے دست بردار ہیں کیونکہ توریت میں خدا تعالیٰ کا یہ قول موجود ہے کہ میں تمہارے بھائیوں میں سے ایک نبی قائم کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو شخص اس کے کلام کو نہ سنے گا میں اس سے مطالبہ کروں گا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اگر آئندہ زمانہ کی ضرورتوں کی رُو سے توریت کا سننا کافی ہوتا تو کچھ ضرورت نہ تھی کہ کوئی اور نبی آتا۔ اور مواخذہ الٰہیہ سے مخلصی پانا اُس کلام کے سننے پر موقوف ہوتا جو اُس پر نازل ہوتا۔ ایسا ہی انجیل نے کسی مقام میں دعویٰ نہیں کیا کہ انجیل کی تعلیم کامل اور جامع ہے بلکہ صاف اور کھلا اقرار کیا ہے کہ اور بہت سی باتیں قابل بیان تھیں مگر تم برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب فارقلیط آئے گا تو وہ سب کچھ بیان کرے گا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ حضرت موسیٰ نے اپنی توریت کو ناقص تسلیم کر کے آنے والے نبی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے بھی اپنی تعلیم کا نامکمل ہونا قبول کر کے یہ عذر پیش کر دیا کہ ابھی کامل تعلیم بیان کرنے کا وقت نہیں ہے لیکن جب فارقلیط آئے گا تو وہ کامل تعلیم بیان کر دے گا مگر قرآن شریف نے توریت اور انجیل کی طرح کسی دوسرے کا حوالہ نہیں دیا بلکہ اپنی کامل تعلیم کا تمام دنیا میں اعلان کر دیا اور فرمایا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اس سے ظاہر ہے کہ کامل تعلیم کا دعویٰ کرنے والا صرف قرآن شریف ہی ہے اور ہم اپنے موقعہ پر بیان کریں گے کہ جیسا کہ قرآن شریف نے دعویٰ کیا ہے ویسا ہی اُس نے اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھلا بھی دیا ہے اور اُس نے ایک ایسی کامل تعلیم پیش کی ہے جس کو نہ توریت پیش کر سکی اور نہ انجیل بیان کر سکی۔ پس اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ وہ تعلیم کی رُو سے ہر ایک مذہب کو فتح کرنے والا ہے۔ اور کامل تعلیم کے لحاظ سے کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دوم۔ پھر دوسری قسم فتح کی جو اسلام میں پائی جاتی ہے جس میں کوئی مذہب اس کا شریک نہیں اور جو اس کی سچائی پر کامل طور پر مُہر لگاتی ہے اُس کی زندہ برکات اور معجزات ہیں جن سے دوسرے مذاہب بکلی محروم ہیں۔ یہ ایسے کامل نشان ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے نہ صرف اسلام دوسرے مذاہب پر فتح پاتا ہے بلکہ اپنی کامل روشنی دکھلا کر دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ یاد رہے کہ پہلی دلیل اسلام کی سچائی کی جو ابھی ہم لکھ چکے ہیں یعنی کامل تعلیم وہ درحقیقت اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ مذہب اسلام منجانب اللہ ہے ایک کھلی کھلی دلیل نہیں ہے کیونکہ ایک متعصب منکر جس کی نظر باریک بین نہیں ہے کہہ سکتا ہے کہ

ممکن ہے کہ ایک کامل تعلیم بھی ہو اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو۔ پس اگرچہ یہ دلیل ایک دانا طالب حق کو بہت سے شکوک سے مخلصی دے کر یقین کے نزدیک کر دیتی ہے لیکن تاہم جب تک دوسری دلیل مذکورہ بالا اس کے ساتھ منضم اور پیوستہ نہ ہو کمال یقین کے مینار تک نہیں پہنچا سکتی اور ان دونوں دلیلوں کے اجتماع سے سچے مذہب کی روشنی کمال تک پہنچ جاتی ہے اور اگرچہ سچا مذہب ہزارہا آثار اور انوار اپنے اندر رکھتا ہے لیکن یہ دونوں دلیلیں بغیر حاجت کسی اور دلیل کے طالب حق کے دل کو یقین کے پانی سے سیراب کر دیتی ہیں اور مکذّبوں پر پورے طور پر اتمام حجت کرتی ہیں۔ اس لئے ان دو قسم کی دلیلوں کے موجود ہونے کے بعد کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ اور میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثباتِ حقیتِ اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزارہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا اور مذکورہ بالا دلائل کے لکھنے کے لئے مجھے شرح صدر عنایت کیا۔ (روحانی خزائن جلد 21، براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحات 3-6)

احادیث مبارکہ

فضیلتِ سردارِ دوجہاں حضرت خاتم النبیّین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، انفاق فی سبیل اللہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُمَاقَالَ قَالَ رُسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أُعْطِیتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرتُ بِالرُّعْبِ مَسِیرَۃَ شَھْرٍ, وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَھُورًا, فَأَیْنَمَاأَدْرَکَ الرَّجُلُ مِنْ أُمَّتِ الصَّلٰوۃَ یُصَلِّيْ وَأُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃُ وَلَمْ یُعْطَ نَبِیٌّ قَبْلِيْ وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَآفَّۃً وَکَانَ النَّبِيُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً۔ (نسائی کتاب الطہارت باب تیمم بالصعید، حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر ۳۳)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینے کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ ساری زمین میرے لئے مسجد اور طہارۃ کا ذریعہ بنائی گئی ہے۔ جہاں بھی میری امت کے کسی آدمی پر نماز کا وقت آجائے وہ وہاں نماز پڑھ سکتا ہے (دوسرے مذاہب کی طرح انہیں عبادت خانے میں نہیں جانا پڑتا)۔ مجھے شفاعت کا شرف حاصل ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے خاص قوم کے لئے نبی مبعوث ہوتا تھا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الإِسْلَامِ شَیْئًا إِلاَّ أَعْطَاہُ - وَقَالَ جَآءَہٗ رَجُلٌ فَأَعْطَاہُ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَرَجَعَ إِلَی قَوْمِہِ فَقَالَ یَا قَوْمِ أَسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا یُعْطِي عَطَاءَ مَنْ لَّا یَخْشَی الْفَقْرَ وَإِنْ کَانَ الرَّجُلُ لَیُسْلِمُ مَایُرِیْدُ اِلَّا الدُّنْیَا فَمَا یَلْبُثُ اِلَّا یَسِیرًا حَتّٰی یَکُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَاعَلَیْھَا۔ (مسلم کتاب الفضائل باب ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا، مسند احمد صفحہ ۳/۱۰۸۔۱۷۵)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی آنحضرت ﷺ سے اسلام کا واسطہ دے کر مانگا جاتا تو آپؐ حسب استطاعت ضرور دیتے ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا آپؐ نے اس کو بکریوں کا اتنا بڑا ریوڑ دیا کہ دو پہاڑوں کے درمیان کی وادی بھر گئی۔ جب وہ بکریاں لے کر اپنی قوم میں واپس آیا تو آکر کہا لوگو! اسلام قبول کرلو محمد (ﷺ) اس طرح دیتے ہیں جیسے غربت و احتیاج کا انہیں کوئی ڈر ہی نہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر کوئی آدمی دنیا کی خاطر اسلام قبول کرلیتا تو کچھ مدت کے بعد وہ محسوس کرنے لگتا کہ دنیا و مافیہا سے اسلام سے زیادہ اسے اور کوئی چیز محبوب نہیں۔

عَنْ خُرَیْمِ بْنِ فَاتِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَۃً فِيْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کُتِبَ لَہٗ سَبْعُمِائَۃِ ضِعْفٍ ۔ (ترمذی کتاب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

امریکہ اور یورپ میں اسلام پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے

”میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذرّیت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیّبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدّم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے اُن علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔ مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم اسلام پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ بعض انگریزی خوان مسلمانوں میں سے یورپ اور امریکہ میں جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعہ سے مقاصد اسلام اُن لوگوں پر ظاہر کریں۔ لیکن میں عموماً اس کا جواب ہاں کے ساتھ کبھی نہیں دونگا۔ میں ہرگز مناسب نہیں جانتا کہ ایسے لوگ جو اسلامی تعلیم سے پورے طور پر واقف نہیں اور اس کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں سے بکلی بے خبر اور نیز زمانہ حال کی نکتہ چینیوں کے جوابات پر کامل طور پر حاوی نہیں ہیں اور نہ روح القدس سے تعلیم پانے والے ہیں وہ ہماری طرف سے وکیل ہو کر جائیں۔ میرے خیال میں ایسی کارروائی کا ضرر اس کے نفع سے اقرب اور اسرع الوقوع ہے اِلّا ماشاء اللہ۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ یورپ اور امریکہ نے اسلام پر اعتراضات کرنے کا ایک بڑا ذخیرہ پادریوں سے حاصل کیا ہے اور ان کا فلسفہ اور طبعی بھی ایک الگ ذخیرہ نکتہ چینی کا رکھتا ہے۔ میں نے دریافت کیا ہے کہ تین ہزار کے قریب حال کے زمانہ نے وہ مخالفانہ باتیں پیدا کی ہیں جو اسلام کی نسبت بصورت اعتراض سمجھی گئی ہیں حالانکہ اگر مسلمانوں کی لاپرواہی کوئی بدنتیجہ پیدا نہ کرے تو ان اعتراضات کا پیدا ہونا اسلام کے لئے کچھ خوف کا مقام نہیں۔ بلکہ ضرور تھا کہ وہ پیدا ہوتے تا اسلام اپنے ہر یک پہلو سے چمکتا ہوا نظر آتا لیکن ان اعتراضات کا کافی جواب دینے کے لئے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں موجود رکھتا ہو جس کی معلومات کو خدائے تعالےٰ کے الہامی فیض نے بہت وسیع اور عمیق کر دیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا کام ان لوگوں سے کب ہو سکتا ہے جن کی سماعی طور پر بھی نظر محیط نہیں اور ایسے سفیر اگر یورپ اور امریکہ میں جائیں تو کس کام کو انجام دیں گے اور مشکلات پیش کردہ کا کیا حل کریں گے۔ اور ممکن ہے کہ اُن کے جاہلانہ جوابات کا اثر معکوس ہو جس سے وہ تھوڑا سا ولولہ اور شوق بھی جو حال میں امریکہ اور یوروپ کے بعض منصف دلوں میں پیدا ہوا ہے جاتا رہے اور ایک بھاری شکست اور ناحق کی سُبکی اور ناکامی کے ساتھ واپس ہوں۔ سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں اِن ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل وجان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر اُن کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو گا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ ہاں اس قدر میں پسند کرتا ہوں کہ ان کتابوں کے تقسیم کرنے کے لئے یا اُن لوگوں کے خیالات اور اعتراضات کو ہم تک پہنچانے کی غرض سے چند آدمی ان ملکوں میں بھیجے جائیں جو امامت اور مولویت کا دعویٰ نہ کریں بلکہ ظاہر کر دیں کہ ہم صرف اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ تا کتابوں کو تقسیم کریں اور اپنی معلومات کی حد تک سمجھاویں اور مشکلات اور مباحث دقیقہ کا حل ان اماموں سے چاہیں جو اس کام کے لئے ملک ہند میں موجود ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اسلام میں اس قدر صداقت کی روشنی چمک رہی ہے اور اس قدر اس کی سچائی پر نورانی دلائل موجود ہیں کہ اگر وہ اہل تحقیق کے زیر توجہ لائی جاویں تو یقیناً وہ ہر یک سلیم العقل کے دل میں گھر کر جاویں۔ لیکن افسوس کہ ابھی وہ دلائل اندرونی طور پر بھی اپنی قوم میں شائع نہیں چہ جائیکہ مخالفوں کے مختلف فرقوں میں شائع ہوں۔ سو انہیں براہین اور دلائل اور حقائق اور معارف کے شائع کرنے کے لئے قوم کی مالی امداد کی حاجت ہے کیا قوم میں کوئی ہے جو اس بات کو سُنے ؟ “ (روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اوہام حصہ دوم، صفحات ۵۱۶ تا ۵۱۸)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہی ہے جو آخر سچے کی حمایت کرتا اور اُسے غالب کرکے دکھادیتا ہے

"وہی ہے جو جھوٹے اور سچے میں امتیاز کرتا ہے اور آخر سچے کی حمایت کرتا اور اُسے غالب کرکے دکھادیتا ہے۔ اب اس زمانہ میں جب خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے۔ مَیں اس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو کہ مَیں وہی ہوں جس کو قوم نے رد کیا اور مَیں مقبولوں کی طرح کھڑا ہوں۔ تم قیاس کرو کہ اس وقت آج سے چودہ[۱۴] برس پیشتر جب مَیں یہاں آیا تھا تو کون چاہتا تھا۔۔۔ کہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ ہو۔ علماء۔ فقراء اور ہر قسم کے معظم مکرم لوگ یہ چاہتے تھے کہ مَیں ہلاک ہو جاؤں اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاوے وہ کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ ترقیات نصیب ہوں مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جس نے راستبازوں کو غالب کرکے دکھایا ہے اُس نے میری حمایت کی اور میرے مخالفوں کے خلاف ان کی اُمیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اُس نے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خَلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آرہی ہے۔

اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہو سکتی ہے کہ دنیا کے بار سوخ لوگ ایک شخص کی ہلاکت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جاویں اس کے لئے خطرناک آگ جلائی جاوے مگر وہ ان سب آفتوں سے صاف نکل جاوے؟ ہرگز نہیں! یہ خدا کے کام ہیں جو ہمیشہ اس نے دکھائے ہیں۔

پھر اسی امر پر زبردست دلیل یہ ہے کہ آج سے ۲۵ برس پیشتر جبکہ کوئی بھی میرے نام سے واقف نہ تھا اور نہ کوئی شخص قادیان میں میرے پاس آتا تھا یا خط و کتابت رکھتا تھا اس گمنامی کی حالت میں ان کس مپرسی کے ایّام میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا:۔ یأتون من کلّ فجٍ عمیق- یأتیک من کلّ فَجٍّ عمیق- لا تصعّر لخلق اللّٰہِ ولا تسئم من النّاس- ربّ لا تذرنی فردًا وانت خیرالوارثین۔ یہ وہ زبردست پیشگوئی ہے جو ان ایّام میں کی گئی اور چھپ کر شائع ہوگئی۔ اور ہر مذہب و ملّت کے لوگوں نے اسے پڑھا۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ مَیں گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا اور کوئی شخص مجھے نہ جانتا تھا خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے اور اُن کے لئے مہمانداری کے ہر قسم کے سامان اور لوازمات بھی آئیں گے۔ چونکہ ایک شخص ہزاروں لاکھوں انسانوں کی مہمانداری کے جمیع لوازمات مہیّا نہیں کر سکتا اور نہ اس قدر اخراجات کو برداشت کر سکتا ہے اس لئے خود ہی فرمایا یأتیک من کلّ فجٍّ عمیق اُن کے سامان بھی ساتھ ہی آئیں گے۔

اور پھر انسان کثرت مخلوقات سے گھبرا جاتا ہے اور ان سے کج خلقی کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اِس سے منع کیا کہ ان سے کج خلقی نہ کرنا۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ لوگوں کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جانا۔ اب آپ غور کریں کہ کیا یہ امر انسانی طاقت کے اندر ہے کہ پچیس تیس برس پہلے ایک واقعہ کی اطلاع دے۔ اور وہ بھی اسی کے متعلق اور پھر اسی طرح پر وقوع بھی ہو جاوے۔ انسانی ہستی اور زندگی کا تو ایک منٹ کا بھی اعتبار نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرا سانس آئے گا یا نہیں پھر ایسی خبر دینا یہ کیونکر اس کی طاقت اور قیاس میں آسکتا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مَیں بالکل اکیلا تھا اور لوگوں سے ملنے سے بھی مجھے نفرت تھی اور چونکہ ایک وقت آنے والا تھا کہ لاکھوں انسان میری طرف رجوع کریں اس لئے اس نصیحت کی ضرورت پڑی لا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من النّاس۔" (لیکچر لدھیانہ)

اس اقتباس کا ترجمہ انگریزی حصے میں ملاحظہ فرمائیں۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۱/ جولائی ۲۰۱۷ء

یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی بہت اہم شعبہ ہے

جلسہ سالانہ یو کے انشاء اللہ اگلے ہفتہ شروع ہو گا ۔ مختلف ممالک اور شہروں سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ احمدیوں کے علاوہ دوسرے مہمان بھی غیر ممالک سے اب تشریف لاتے ہیں جن میں سیاستدان، پروفیسر، میڈیا وغیرہ شامل ہیں اور یہ سب آنے والے گہری نظر سے ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر ہمارے نظام اور رضاکاروں کو دیکھتے ہیں۔ پس اس طرح تمام رضاکار ایک خاموش تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔ پریس کے ذریعہ ہمارا پیغام دور دراز کے علاقوں میں پہنچتا ہے۔ پریس کے ذریعہ جماعت کا تعارف بڑھ رہا ہے اور جلسہ بھی اس حوالہ سے ایک اچھا موقع ہے۔ اس لئے تمام والنٹیرز کو اپنی اہمیت سمجھنی چاہئے کہ نہ صرف وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں بلکہ ان کے اخلاق کا اثر غیروں پر بھی پڑتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی بہت اہم شعبہ ہے اور مہمانوں کی ہر ضرورت کا خیال ہمیں رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں ہمیشہ خیال رکھتا ہوں کہ مہمان کو ہر گز تکلیف نہ پہنچے اور ہر قسم کا آرام اس کو پہنچایا جائے۔ پس اس میں تمام شعبہ جات شامل ہیں جس میں ٹرانسپورٹ، رہائش، سکیورٹی وغیرہ شامل ہے کہ ہر شعبہ مہمانوں کے لئے پورا انتظام کرے۔ جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان ہے اس لئے تمام مہمانوں کا ہم نے خیال رکھنا ہے۔ امیر غریب کی یکساں اور برابر خدمت ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو نئے اور ناواقف لوگ ہیں ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے اور کوئی شکایت کا موقع نہ دیا جائے۔ فرمایا کہ لوگ ہزاروں میل سے سفر کر کے صدق کے ساتھ شامل ہونے کے لئے جلسہ میں آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لانے والوں کے لئے تین باتیں ضروری ہیں۔ اچھی بات کرو یا خاموش رہو۔ اپنے پڑوسی کا احترام کرو۔ اپنے مہمان کا احترام کرو۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے دو جنازہ غائب کا اعلان فرمایا۔ مکرم سید محمد احمد صاحب بن ڈاکٹر محمد سید اسمٰعیل صاحب آف لاہور پاکستان اور مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۸/ جولائی ۲۰۱۷ء

جلسہ کا اصل مقصد تقویٰ اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق بڑھانا ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج یو کے کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ ان دنوں میں دعاؤں پر بہت زور دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس جلسہ کو بابرکت فرمائے اور دشمن کے شر سے بچائے۔ مہمانوں کے اسلام میں بہت حقوق ہیں لیکن ساتھ ہی مہمانوں کی ذمہ داریاں بھی ہیں جن کو سب مہمانوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ جب دونوں مہمان اور رضاکار اپنے حقوق پورے کریں گے تو جلسہ کامیاب ہو گا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جلسہ کا اصل مقصد تقویٰ اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق بڑھانا ہے اور اپنے بھائیوں کے لئے ایثار و قربانی کرنا ہے۔ پس یہ مقصد ہمیشہ سامنے ہونا چاہئے۔ جہاں تک غیر از جماعت مہمانوں کا تعلق ہے وہ کوئی بھی ہوں ان کی مہمان نوازی ہمیں پوری طرح اپنے وسائل کے مطابق کرنی چاہئے۔ لیکن احمدی جو جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آتا ہے اس کو اپنے آپ کو دونوں میزبان اور مہمان سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح جلسہ کامیابی سے منعقد ہو گا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جو کام کرنے والے ہیں یہ ہمارے غلام نہیں ہیں بلکہ رضاکار ہیں اس لئے ہمیشہ پیار سے بات کریں اور اگر آپ کا کام نہ ہو سکے تو اس کو خوشی سے قبول کریں۔ کارکنان کو ہر بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ احمدی مہمانوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر شکایت نہیں کرنی چاہئے بلکہ یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بننے اور برکات کے لئے اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے کھانے، پارکنگ، ٹرانسپورٹ، سکیورٹی وغیرہ کے حوالہ سے دونوں شاملینِ جلسہ اور کارکنان کو خاص ہدایات دیں۔ فرمایا کہ جلسہ کی کامیابی کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں۔ جلسہ کی کارروائی کو سب غور

سے سنیں اور تمام تقاریر سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ جلسہ کی تقاریر کے علاوہ ریویو آف ریلیجنز کی جانب سے مختلف نمائشیں، علمی لیکچر وغیرہ سے بھی اپنے ذوق کے مطابق فائدہ اٹھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے یہ نہیں پسند کرتا کہ تقاریر کی ظاہری بناوٹ پر زیادہ زور دیا جائے۔ بلکہ ہمیں چاہئے کہ ہم جو کچھ کہیں خدا کے لئے کہیں۔ اور جو سنیں عمل کرنے کے لئے سنیں۔ مسلمانوں کے تنزل کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ واعظین کو اخلاص سے نہیں سنا جاتا بلکہ ظاہری بناوٹ پر بہت زور ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ احمدی علماء بہت سے روحانی اور علمی مضامین ان تقاریر میں بیان کرتے ہیں جن سے ہم سب کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جلسہ کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۴؍ اگست ۲۰۱۷ء

جلسہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے کے لئے بھائی چارہ اور شکر کے جذبات پیدا ہوں

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ خیر خیریت سے منعقد ہوا۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اور حقیقی شکر تب ہی ہو سکتا ہے جب ہم ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ کارکنان کو بھی شکر کرنا چاہئے اور شامل ہونے والوں کو بھی تا ان کی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی چلی جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ جلسہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے کے لئے بھائی چارہ اور شکر کے جذبات پیدا ہوں۔ اور یہ چیزیں آنے والے مہمانوں کو بہت متاثر کرتی ہیں۔ اور مہمان اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ حقیقی اسلامی تعلیمات کا نمونہ ہمیں جلسہ میں نظر آیا۔ اور یہ نمونہ اور مثالیں آنے والوں کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔ وہ اظہار کرتے ہیں کہ اگر یہ اسلام کی تعلیم ہے تو اس تعلیم کو دنیا میں پھیلنے کی ضرورت ہے۔ بینن سے ایک سیاستدان نے کہا کہ مجھے اس جلسہ سے جماعت کو سمجھنے کا موقع ملا۔ جلسہ میں کوئی نقص نظر نہیں آیا اور ہر نظام اعلیٰ تھا۔ ہر طبقہ کے لوگ دوسروں کو آرام پہنچا رہے تھے۔ ان نظاروں کو میں کبھی بھلا نہ پاؤں گا۔ ہر طرف بھائی چارہ کا ماحول تھا جس سے روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ امام جماعت احمدیہ کا عورتوں سے خطاب بھی نہایت ایمان افروز تھا جس میں انہوں نے عورتوں کا مقام اور بڑی عظیم ذمہ داریوں کو بیان کیا۔ کوسٹاریکا کے پروفیسر کہتے ہیں کہ میں نے جلسہ کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کا ایک نیا چہرہ دیکھا۔ پھر کوسٹاریکا کی ایک اور مہمان کہتی ہیں کہ میں نے امام جماعت احمدیہ کے خطاب سنے۔ خاص طور پر یہ نکتہ بہت پسند آیا کہ اپنے دشمنوں کے لئے دعا کرنے سے دل پاک ہو جاتا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دی ہوئی تعلیم ہے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے دیگر مہمانوں کے تاثر بیان کئے جس میں انہوں نے مختلف احساسات کا اظہار کیا۔ مثلاً اگر کوئی سچا مذہب ہے تو وہ اسلام احمدیت ہے۔ پھر یہ کہ اگر دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے تو ضروری ہے کہ امام جماعت احمدیہ کی باتوں پر عمل کیا جائے۔ فلیپینز کے ایک سیاستدان نے کہا کہ میرے لئے سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ممبرانِ جماعت بڑی محبت اور اخلاص سے ملتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ محبت اور اخلاص ہماری زندگیوں کا مسلسل حصہ بننا چاہئے نہ صرف یہ کہ جلسہ کے دنوں تک محدود رہے۔ ایک مہمان نے کہا کہ کسی بھی مذہبی جلسہ میں میں نے اتنے نوجوانوں کو نہیں دیکھا۔ ایسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ گنی کوناکری کے ایک مسلمان سیاستدان نے کہا کہ میں نے بہت سے پروگراموں میں شمولیت کی ہے اور حج بھی کیا ہے لیکن ایسے احسن انتظامات کہیں نہیں دیکھے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ پھر ایک مہمان نے کہا کہ عالمی بیعت کی تقریب نے مجھ پر نہایت اثر کیا اور ایسا روحانیت سے پر نظارہ کبھی نہیں دیکھا۔ بہت سے مہمانوں اور جرنلسٹ نے عورتوں کے لئے کئے گئے نظام کی بہت تعریف کی کہ جماعت احمدیہ ہی وہ حقیقی اسلامی جماعت ہے جو عورتوں کا اصل مقام ان کو دیتی ہے۔ پریس کے اندازہ کے مطابق تقریباً 128 میلین لوگوں تک جلسہ کے ذریعہ جماعت کا پیغام پہنچا جس پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تمام رضاکاروں کو جزا دے جو اسلام کی اس خاموش تبلیغ میں حصہ دار بنتے ہیں۔ ان سب نے بڑی محنت سے کام کیا۔ حضورِ انور نے کینیڈا سے آئے ہوئے 350 خدام کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے احسن رنگ میں کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے کی

توفیق عطا فرمائے اور ہم ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں۔ آمین حضورِ انور نے بعض نمازِ جنازہ غائب کا بھی اعلان فرمایا۔ ذکیہ بیگم صاحبہ، طارق مسعود صاحب مربی سلسلہ، شکیل منیر صاحب سابق امیر آسٹریلیا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۱/ اگست ۲۰۱۷ء

شرائط بیعت کی حقیقی اطاعت

ہر احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والا ہے وہ اپنی اصلاح کا بھی عہد کرتا ہے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی برکت سے نوازا ہے جس کے ذریعہ سے تمام احمدی تجدید بیعت بھی کرتے ہیں۔ اس تجدید کے بعد ضروری ہے کہ شرائطِ بیعت کو سامنے رکھا جائے تا ہماری زندگی کے ہر پہلو میں ایک غیر معمولی بہتری پیدا ہو۔ لیکن ہم میں سے بہت سے ہیں جو ان معیاروں سے بہت دور ہیں جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ مثلاً شرائط بیعت میں شامل ہے کہ جھوٹ نہیں بولنا، ظلم نہیں کرنا، نفسانی جوشوں سے مغلوب نہیں ہونا، تکبر نہیں کرنا، بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانا ہے اور تکلیف نہیں دینی وغیرہ۔ پس ضروری ہے کہ ہم سب ان شرائط کی طرف توجہ دیں۔ ہم میں سے اکثر ان باتوں کو مانتے تو ہیں لیکن وقت آنے پر ان پر عمل نہیں کرتے۔ مثلاً بعض لوگ جھوٹ بول دیتے ہیں خاص طور پر کاروباروں میں، اپنے حقوق کے لئے ظلم بھی کر لیتے ہیں اور خلق اللہ کی حقوق تلفی بھی کر لیتے ہیں۔ خاص طور پر قضا کے معاملات میں دیکھا گیا ہے کہ لوگ عاجزی سے فیصلہ تسلیم نہیں کرتے اور ایک دوسرے کے حقوق مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی مرضی کا فیصلہ نہ آنے پر مجھے بھی لکھ دیتے ہیں۔ ان جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دونوں فریقین ضد سے باز آئیں اور اپنے حقوق چھوڑنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ تم دنیا میں لوگوں پر رحم کرو اور معاملات میں نرمی کرو تو اللہ بھی تمہارے ساتھ نرمی کرے گا۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک دن ہمارا بھی حساب ہونا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے تو مہلت اور آسان حساب اور مغفرت کی توقع رکھتے ہیں تو ہمیں بھی ایسا ہی برتاؤ اپنے بھائی کے ساتھ کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ قضا کے فیصلہ 100 فیصد درست ہوتے ہیں لیکن 80 سے 85 فیصد درست ہوتے ہیں لیکن بہر حال نیک نیتی سے فیصلہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ قاضی پر بھی الزام لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح عائلی معاملات میں مالی معاملات چلتے ہیں مثلاً حق مہر وغیرہ۔ یہ بہر حال مرد پر قرض ہے لیکن لڑکے کے حالات دیکھنا بھی قضا کے لئے ضروری ہے۔ ان معاملات میں تقویٰ اور انصاف سے کام لینا چاہئے۔ حق لینے والے کو نرمی دکھانی چاہئے اور حق دینے والے کو بہر حال فکر ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرنے والے پر رحم فرمائے جب وہ کاروبار کرتا ہے اور جب قرض کا تقاضا کرتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے تنگ دست مقروض کے قرض میں آسانی کی یا معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمائے گا۔ پس جن کو توفیق ہو ان کو آسانی پیدا کرنی چاہئے نہ یہ کہ عدالتوں میں وقت ضائع کیا جائے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جن لوگوں کے ذمہ کوئی قرض یا حق ہو اس کے لئے اس کو ادا کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دولتمند کا قرض ادا نہ کرنا ظلم ہے۔ اسے مجبور کر کے قرض کی ادائیگی کروانی چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو حق مارنے والے اور دلیر ہوں گے۔ اسی لئے حق مارنے والوں کو نظامِ جماعت بھی سزا دیتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے جو دوسروں کا مقروض ہو۔ اس لئے قرض سے بچنا چاہئے اور اس بارہ میں فکر کرنی چاہئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قرض سے بچنے کے لئے استغفار کرنا چاہئے، فضول خرچی سے بچنا چاہئے اور اگر ایک پیسہ بھی ملے تو ساتھ ساتھ قرض ادا کرنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ فضول خواہشات کی وجہ سے قرض لے لیتے ہیں یا تجربہ کے بغیر قرض لے کر کاروبار کر لیتے ہیں اور پھر مقروض اور محتاج ہو جاتے ہیں۔ ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے قرض سے جس حد تک ممکن ہو دور رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیاں حقیقی مومنانہ رنگ میں بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصہِ خطبہِ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۸/ اگست ۲۰۱۷ء

زیادہ بزرگ وہی ہے جو اپنے بھائی کے گناہ زیادہ معاف کرتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آئے۔ اور ایک موت کے بعد دوسری زندگی تمہیں عطا ہو۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو اپنے بھائی کے گناہ زیادہ معاف کرتا ہے اور آپس میں صلح پیدا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ اگر دوسری پارٹی ضد پر قائم رہے تو تم اپنی پوری کوشش کے بعد معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتابچہ ہماری تعلیم میں اپنی توقعات کو بیان کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی بیعت میں آ کر یہ عہد ہم سب نے کیا ہے کہ ہم فساد نہیں کریں گے اور نفسانی جوش پر قابو پائیں گے۔ پھر فرمایا ہے کہ بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ ایسا شخص جماعت سے کاٹا جائے گا۔ فرمایا کہ جو صلح نہیں کرتے اور ضد کرتے ہیں تو وہ عہد بیعت سے دوری ہے۔ حضور علیہ السلام نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے کہ صرف لفظوں سے اپنے آپ کو سچے احمدی نہ ثابت کرتے رہیں بلکہ اندرونی تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے، عہد بیعت کو پورا کرنا چاہیئے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور غیر میں کوئی فرق نہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے نصیحت فرمائی کہ دو باتوں کو یاد رکھو ایک خدا سے ڈرو، دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسے اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اور کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے معاف کرنا چاہیے نہ کہ اس پر اور زور دیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ طاقتور وہ نہیں جو لڑائی میں جیتے بلکہ اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے۔ یہی وہ مومنانہ شان ہے جو حضور علیہ السلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ ہماری جماعت کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں جو جسمانی طور پر پہلوان اور طاقتور ہوں۔ ہماری جماعت میں ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلی اخلاق کرنے والے ہوں اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں۔ فرمایا کہ ہر وہ شخص جو برے اخلاق اور بری عادتوں کو چھوڑتا ہے اور اچھے اخلاق اور عادتوں کو حاصل کرتا ہے اس کے لئے یہی کرامت اور معجزہ ہے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا نفسانیت کے کیڑے انسان کے اندر سے نہیں نکل سکتے۔ خدا کا فضل مانگتے رہنا چاہیئے۔ جن لوگوں کو یہ فضل حاصل نہیں ہوتا وہ نہ حقوق اللہ ادا کرتے ہیں اور نہ حقوق العباد۔ فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے حقوق مارتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ توحید پر ایمان رکھتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس جماعت کو تیار کرنے میں غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر عضو میں تقویٰ سرایت کر جائے۔ غصہ اور آپس کے جھگڑے بالکل ختم ہو جائیں۔ جب تک تبدیلی نہ ہو گی خدا کے نزدیک تمہاری کوئی قدر نہیں۔ ہمارا مقصد خدا کو راضی کرنا ہے اور اس کے لئے اعلیٰ اخلاق کو اپنانا ہو گا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد قائم کرنے ہوں گے۔ ہمارا کام ہے کہ زمین پر صلح پھیلائیں تاکہ اس سے دین اسلام پھیلے اور تبلیغ کے راستے کھلتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے بنی نوع سے ہمدردی کرنے والے ہوں۔ آمین۔

خلاصہِ خطبہِ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۵/ اگست ۲۰۱۷ء

نجات کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حقیقی طور پر اپنا ربّ مانا جائے

آج سے جلسہ سالانہ جرمنی کا آغاز ہو رہا ہے۔ ہر احمدی جانتا ہے کہ یہ کوئی دنیوی میلہ نہیں ہے بلکہ روحانیت اور ایمان کو بڑھانے اور عملی حالت میں تبدیلی لانے کا موقع ہے۔

غیر احمدی مسلمان تو شاید یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کو نہیں جانتے لیکن ایک احمدی یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کیونکہ بار بار یہ باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے متعلق

ایک عظیم ذخیرہ ہمارے لئے چھوڑا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس جماعت کو قائم کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو اور تقویٰ اور دعا کی اصلیت کو اپنایا جائے۔ فرمایا کہ دعا کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی طرف سے پوری کوشش بھی کی جائے اور پھر اس کا انجام دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ فرمایا کہ آج کل یورپ اور جدید تعلیم کے نتیجہ میں لوگ دعا کی حقیقت سے دور ہو گئے ہیں اور لوگ خدا سے دور ہٹ رہے ہیں۔ اسی ایمان کو قائم کرنے کے واسطے اور دعا کی حقیقت لوگوں کو سمجھانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ احمدیوں کو آج کل کے فلسفہ سے متأثر نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنے ایمان کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ سمجھا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اتنا کافی نہیں ہے کہ رسمی طور پر بیعت کی جائے۔ نجات کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حقیقی طور پر اپنا ربّ مانا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ مجید کو وہ اعلیٰ درجہ دیا جائے جو ان کا حق ہے۔ اور اس بات کو سمجھا جائے کہ اس زمانہ میں مخلوق کو اللہ تعالیٰ سے دور پا کر مجھے اس نے مامور کر کے بھیجا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ ایسے احمدی بھی ہیں جو پانچ وقت نمازیں ادا نہیں کرتے۔ یہ تو ایک بنیادی چیز ہے۔ اس لئے اپنے لئے کوشش کریں اور اپنے لئے دعا کریں اور پانچ نمازوں کو ادا کریں۔ اسی طرح جو بندوں کے حقوق ہیں اور جتنے بھی اخلاقِ فاضلہ ہیں ان کا معراج ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آتا ہے اور ان اقدار کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا۔ پس ان تعلیمات پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے تا ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہوں۔ نماز اس وقت حقیقی نماز کہلاتی ہے جب خدا تعالیٰ سے حقیقی تعلق ہے اور خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے وہ تیار ہو۔ جب تک ایسی اطاعت اور وفا کا تعلق اللہ تعالیٰ سے پیدا نہیں ہوتا تو اس کی نماز حقیقی نماز نہیں ہے۔ فرمایا کہ حقیقی ایمان کا نشان یہ ہے کہ انسان دنیا سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے اور پوری طرح دنیا سے کٹ جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حقیقی نیکی یہ نہیں ہے کہ بڑے بڑے گناہ مثلاً قتل، زنا وغیرہ سے دور رہا جائے بلکہ حقیقی نیکی یہ ہے کہ ان باریک راہوں، اعلیٰ اخلاق اور تعلیمات (مثلاً جھوٹ سے پرہیز، پردہ پوشی وغیرہ) پر عمل کیا جائے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ فرمایا کہ جو شخص اعلیٰ اخلاق پر قائم نہیں ہوتا، مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے۔ آخر پر حضورِ انور نے شاملین جلسہ کو پوری توجہ سے جلسہ کی کارروائی سننے کی ہدایت فرمائی اور کارکنان کو پوری لگن اور اطاعت سے ڈیوٹی بجا لانے کی نصائح فرمائیں۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱؍ ستمبر ۲۰۱۷ء

جلسہ کا غیر احمدی احباب پر بے انتہا اثر ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیائے احمدیت کو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اکٹھا کر دیا ہے اور خلیفۂ وقت کے دوروں اور تقاریر کے سننے کے لئے رسائل وغیرہ کا انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ ہر پروگرام ساتھ ساتھ ہی ہر جگہ پہنچتا ہے۔ جرمنی کے جلسہ کے متعلق اور دیگر ملکوں کے دوروں کے متعلق بہت سے لوگوں کی آراء آئی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے اور اس کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ایم ٹی اے کے کارکنان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اسی طرح مختلف شعبہ جات میں بہت سے لوگ جلسہ کے دوران بے لوث خدمت بجا لاتے ہیں۔ ان کی تعداد اب ہزاروں میں ہے جس میں مرد، خواتین اور بچے شامل ہیں۔ پس تمام رضاکاروں کا بھی ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ جلسہ کا غیر احمدی احباب پر بے انتہا اثر ہوتا ہے۔ یہ بھی درحقیقت جلسہ کی برکات میں شامل ہیں اور ان کو سن کر ہمیں جلسہ کی اہمیت کا احساس بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی حالتوں کو بدلنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ ایک عرب دوست جو جلسہ میں شامل ہوئے انہوں نے بتایا کہ مسلمانوں کی باہمی منافرت کی وجہ سے میں اسلام کا دفاع نہ کر پاتا تھا۔ آج آپ کا باہمی اتحاد

اور خلیفۂ وقت سے محبت کو دیکھ کر میں نے ایسی جماعت کو دیکھ لیا ہے جو پر امن طریق سے اسلام کا پیغام پیش کر رہی ہے۔ اور اب میں آپ کی مثال پیش کر کے اسلام کا دفاع کر سکتا ہوں۔ ایک جرمن دوست نے بتایا کہ میں اخبارات میں پڑھا کرتا تھا کہ احمدیہ جماعت بڑی پر امن جماعت ہے لیکن جلسہ میں آکر حقیقی طور پر اس بات کو دیکھ لیا ہے کہ آپ لوگ واقعی اپنی تعلیم کے عین مطابق ہیں۔ ایک جرمن خاتون نے کہا کہ جلسہ کے بعد میرے سارے سوال حل ہو گئے ہیں۔ اب میں زیادہ لمبا عرصہ مہمان کے طور پر یہاں نہیں آؤں گی بلکہ میری خواہش ہے کہ بیعت کر کے اس جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ بلغاریہ سے 52 لوگوں کا وفد جلسہ جرمنی میں آیا۔ ان کے ایک مہمان نے کہا کہ یہ ایک ایسا منفرد جلسہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی محبت اور لوگوں کی خدمت اور ان سے محبت کا پیغام دیا جاتا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے بلغاریہ میں جماعت کی رجسٹریشن کو منسوخ کیا گیا ہے۔ یہاں کی جماعت کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ لتھوئینیا کے ایک مہمان کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اتنا قریب سے دیکھ کر مجھے بہت اچھا لگا اور اسلام کی بہتر سمجھ کے ساتھ اب میں اپنی زندگی بہتر طور پر گزار سکوں گا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ جلسہ کا اگر غیروں پر اتنا اثر ہے تو ہم جو احمدی ہیں ان پر کس حد تک یہ اثر ہونا چاہئے۔ شام کے ایک غیر احمدی کہتے ہیں کہ جہاں جلسہ میں اور چیزیں مجھے بہت پسند آئیں ایک چیز جس کو میں معجزہ سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ تین دنوں میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی بلکہ کوئی شخص دوسروں سے اونچی آواز میں بھی نہ بولتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ ہمیشہ بہت لوگوں کے سینے کھولتا ہے اور ان کے سوالات اس کے ذریعہ سے حل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان برکات کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے۔ آمین۔ اسی طرح نیشنل اور انٹرنیشنل میڈیا کے ذریعہ کروڑوں لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔ آخر میں حضورِ انور نے بعض ڈیپارٹمنٹس میں بعض کمزوریوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان کی طرف اگلے سال سے توجہ دینی چاہئے۔ حضورِ انور نے ایک مسجد کے افتتاح کا بھی ذکر فرمایا۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۸؍ ستمبر ۲۰۱۷ء

انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور اس میں عملی طاقت نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی

بہت سے ملک اپنی مجلسِ شوریٰ میں اس تجویز پر غور کرتے ہیں کہ کس طرح ہم جماعت کا پیغام احسن رنگ میں لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ بے شک تبلیغ کا کام ہو یا کوئی بھی اور منصوبہ ہو جب خلیفۂ وقت کی طرف سے اس کی منظوری دے دی جائے تو مجلسِ شوریٰ کے ممبران اور ہر سطح کے عاملہ کے ممبران کا کام ہے کہ ان پر عمل کروایا جائے۔ اور جہاں تبلیغ کے متعلق منصوبہ ہو تو یہ ہر عہدہ دار کا کام ہے کہ اس میں حصہ لے نہ صرف یہ کہ سیکرٹری تبلیغ پر اس کو چھوڑا جائے۔ جب تمام عہدہ دار تبلیغ کے کام میں شامل ہوں گے تو اس سے باقی جماعت کے لئے بھی نمونہ قائم ہو گا اور سب مل کر اس کام کے لئے کوشش کرنے والے ہوں گے۔ حکمت کا ایک یہ مطلب بھی ہے کہ حقائق اور واقعات کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ اگر غلط بات کی جائے تو بعد میں وہ کسی نہ کسی رنگ میں کھل ہی جاتی ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ موقع کی مناسبت کے لحاظ سے تبلیغ کرنی چاہئے یعنی ایسی دلیل نہیں دینی چاہئے جس سے دوسرے لوگ غصہ میں آجائیں اور فاصلے مزید بڑھ جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا ہے کہ لوگوں کے فہم و ادراک کے مطابق ان سے بات کرنی چاہئے۔ پھر ایک اور اہم بات یہ ہے کہ تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ پورا سال تبلیغ کے لئے کونٹیکٹ بنانے اور ان کو تبلیغ کرنے کی ضرورت ہے۔ سال میں دو یا تین مرتبہ پمفلٹ دے کر تبلیغ کی ذمہ داری ادا نہیں ہو سکتی۔ آج جو دنیا کے حالات ہیں احمدی ہی دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا نتیجہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تبلیغ کرنا ہمارا کام ہے اور ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ انسان عالم الغیب نہیں ہے اس لئے ہم نہیں جانتے کہ کس شخص پر اثر ہو گا

اس لئے ہم نتائج کے بارہ میں ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہم سے بس اتنا پوچھا جائے گا کہ کیا ہم نے اپنے فرض کو پورا کیا اور اپنی حیثیت کے مطابق لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا یا نہیں۔ اسی طرح بعض لوگ بعض اوقات سوال کرتے ہیں کہ تم نے کتنے احمدی کر لئے یا اس طور پر تبلیغ کرنے سے کتنے سال لگ جائیں گے۔ ہمارا یہی جواب ہونا چاہئے کہ ہمیں تبلیغ کا حکم ہے جس کو ادا کرنے سے ہم ہرگز نہیں رکیں گے۔ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے دکھانا ہے اور ہم اس امید پر قائم ہیں کہ ایک دن اکثریت ہماری ہو جائے گی۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حکمت کا مطلب بزدلی نہیں ہے یا غلط باتوں سے ہاں میں ہاں ملانا نہیں ہے۔ اس لئے حکمت سے سچائی بیان کرنی چاہئے۔ ہم نے لڑنا نہیں ہے لیکن حکمت سے اپنی تعلیم ضرور بیان کرنی چاہئے۔ ابھی حال ہی میں عورتوں سے ہاتھ ملانے پر یا ہم جنسی کے متعلق میرے بعض بیانات پر جرمنی پر منفی تبصرہ بھی کیا گیا۔ فرمایا کہ ابھی حال ہی میں انگلستان کے ایک سیاستدان اس وجہ سے اپنی پارٹی سے الگ ہو گئے کہ وہ ابارشن اور ہم جنسی کی تعلیم کے خلاف تھے۔ فرمایا کہ اگر دنیوی سیاستدان ان معاملات میں بزدلی نہیں دکھاتے تو ہمارا ایمان کس قدر مضبوط ہونا چاہئے اور دنیوی وجوہات کی وجہ سے سچائی سے ہٹنا نہیں چاہئے۔ مخالفت کی پروا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ مخالفت حق کی راہ کھولتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ حق کی جس قدر مخالفت ہو حق اس قدر ہی زیادہ چمکتا ہے اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔ اسی طرح تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا قول اور فعل ایک جیسا ہو۔ ہماری باتوں کا اثر اس وقت ہی ہو گا جب ہمارا قول اور فعل برابر ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور اس میں عملی طاقت نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ ہماری باتیں عند اللہ کوئی وقعت نہیں رکھتیں جب تک عمل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۵؍ ستمبر ۲۰۱۷ء

بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو خود اللہ تعالیٰ براہِ راست اس طرف ہدایت دیتا ہے

آج کل مغربی میڈیا سوال کرتا ہے کہ تم تو اسلام کی امن پسند تعلیم کی باتیں کرتے ہو لیکن اکثر مسلمان تو ایسی تعلیم کی بات نہیں کرتے اور نہ باقی مسلمان آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا جواب یہی ہوتا ہے کہ ہم جو اسلام کی تعلیم کی بات کرتے ہیں اسے ہم قرآن اور حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔ ہمارا موقف آج کل کے حالات دیکھ کر نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دی ہے۔ جہاں تک یہ سوال ہے کہ ہم باقی مسلمانوں کو کس طرح اس تعلیم کی طرف لے کر آئیں گے تو وہ اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کا نزول ہوا جنہوں نے اسلام کی پستی کے بعد دوبارہ اس کو زندہ کیا۔ الٰہی جماعتیں اور انبیاء کی جماعتیں دنوں میں ترقی نہیں کر جاتیں بلکہ یہ انقلاب آہستہ آہستہ آتا ہے، اور یہی حال جماعت کا ہے کہ باقی مسلمانوں کے فرقوں میں سے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو سمجھ کر اس جماعت میں داخل ہوتے جا رہے ہیں۔ اور یہ باوجود اس کے کہ ہمارے وسائل باقیوں کی نسبت بہت کم ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو خود اللہ تعالیٰ براہِ راست اس طرف ہدایت دیتا ہے مثلاً بذریعہ خواب، وغیرہ۔ بعض جماعت کی مخالفت دیکھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ بعض کو اللہ تعالیٰ مختلف نشان دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہاماً بتایا تھا کہ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ كَتَبَ اللهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِي کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ غلبہ میرا اور میرے رسولوں کا ہے۔ آج ان وعدوں کے نتیجہ میں اس شخص کی جماعت پوری دنیا میں قائم ہو چکی ہے اور ہر روز نئے لوگ اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ یہ نشانات آج بھی جاری ہیں اور مختلف رنگوں میں رو پذیر ہوتے ہیں۔ فرانس سے ایک خاتون بتاتی ہیں کہ میرے سارے خاندان میں احمدیت کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ ایک دن میں نے خدا

کے حضور دعا کی کہ اے خدا، تو مجھے بھی بتا اگر احمدیت حقیقتاً سچی جماعت ہے۔ کہتی ہیں کہ اگلی تین راتیں یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب دکھائے۔ مثلاً ایک خواب میں دیکھا کہ قیامت کا دن ہے اور میرے وہ بہن بھائی جو احمدی ہو چکے ہیں وہ بالکل امن میں ہیں اور میں چیخ و پکار کر رہی ہوں۔ میں خواب میں ہی ان کے ساتھ چمٹ جاتی ہوں۔ پھر دوسری رات خواب میں دیکھا کہ میری بہن جو احمدی ہو چکی ہے وہ مجھ سے کہتی ہے کہ نماز پڑھو یہی ایک راہ ہے۔ اسی طرح اگلی رات اللہ تعالیٰ نے پھر جماعت کے حق میں خواب دکھائی اور اب ہمارا سارا خاندان بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گیا ہے۔ کانگو سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے 2014 کے جلسہ میں پہلی بار یہ پیغام ملا کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں اور یہ بھی پتہ چلا کہ اسلام کی تنزلی کے زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام نے آنا تھا۔ اس کے بعد میں نے جماعتی لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا۔ رمضان میں میں نے خواب دیکھی کہ میں بس پر ایک اعلیٰ راستہ پر سفر کر رہا ہوں جس سے مجھے جماعت کی صداقت پر تسلی ہو گئی۔ مختلف ممالک اور مختلف زبانیں بولنے والوں کو پوری دنیا میں اس راستہ کی طرف ہدایت مل رہی ہے۔ یہ ہدایت یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ سینیگال کا ایک واقعہ ہے کہ وہاں کے تین گاؤں میں جماعت کا نفوذ ہوا۔ اس پر وہاں کے بعض امام اور چیف نے مل کر جماعت کی ہلاکت کے لئے بد دعا کی۔ اس کے کچھ دن بعد وہاں کے سب سے بڑے امام کو سانپ نے کاٹ لیا۔ مولویوں کی دعاؤں کے باوجود اس کی وفات ہو گئی۔ پھر چند دن بعد چیف کو بھی سانپ نے کاٹ لیا۔ لوگوں کو احساس پیدا ہونا شروع ہوا کہ یہ احمدیوں کے خلاف بد دعا کی وجہ سے ہے لیکن مولویوں نے اس واقعہ کا الزام جنّوں پر ڈال دیا۔ کچھ دن بعد وہاں کے نائب چیف کو بھی سانپ نے کاٹ لیا۔ پھر وہ لوگ مبلغ کے پاس آئے اور انہیں سارا ماجرا بتایا۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تینوں گاؤں احمدیت کی آغوش میں آگئے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کی طرف لا رہا ہے اور ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ مشن کے ذریعہ اسلام کا غلبہ ضرور ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تبلیغ کے اہم فرض کو بھی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے مندرجہ ذیل دو مرحومین کی نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا: مکرمہ خورشید رقیہ صاحبہ۔ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب۔

خطبات کا مکمل متن اور خلاصے mta.tv اور alislam.org پر دیکھنے، سننے اور پڑھنے کے لئے مہیا ہیں اور الفضل اور بدر قادیان میں بھی باقاعدہ شائع ہوتے ہیں۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں الفضل انٹرنیشنل خریدنے کے لئے براہِ کرم مکرمہ فائزہ باجوہ سے مندرجہ ذیل ذرائع سے ربطہ فرمائیں۔
E.-mail: fh0294@yahoo.com. Phone: (718) 813-0700. Mail: 188-15 McLaughlin Ave., Hollis NY 11423

اعلانات

براہ کرم اپنے مضامین ٹائپ فرما کر بذریعہ ای میل بھیجیں۔ مضمون پر نام کے ساتھ شہر اور ریاست کا نام بھی لکھیں۔ ای میل میں اپنا فون نمبر درج فرمائیں تا کہ ضرورت پڑنے پر آپ سے رابطہ کیا جاسکے۔ آپ اپنے مضمون کے ساتھ اپنا مختصر تعارف اور مضمون سے متعلقہ تصویریں بھی بھیج سکتے ہیں۔ اصلاح یا مناسب کانٹ چھانٹ مدیران کی اہم ذمہ داری ہے۔ اگر آپ چھپنے سے پہلے اپنا مضمون دیکھنا چاہتے ہیں تو پہلے سے مطلع فرمائیں۔

جماعت احمدیہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے انہترویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام

ساڑھے آٹھ ہزار سے زائد افراد کی شمولیت۔ روحانی ماحول میں علمی تقاریر اور جماعت احمدیہ کی خدمات پر غیروں کا خراج تحسین

سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغِ سلسلہ۔ امریکہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے کہ جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

جلسہ سالانہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام نے مزید فرمایا:

''اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔۔۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہو گا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تا بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 303)

ان حوالہ جات سے لکھنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ کی اہمیت کا اندازہ بھی ہو جائے اور اگلے جلسوں کی تیاری بھی ابھی سے شروع کر دیں تا کہ انہیں جلسہ کی برکات سے کسی قسم کی محرومی کا احساس نہ ہو۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے احباب کو جلسوں میں شامل ہونے کی جسے پنجابی میں چَس کہتے ہیں پڑ گئی ہے۔ کیونکہ جو لوگ شامل ہوتے ہیں انہیں یہ احساس ہو جاتا ہے کہ یہاں جلسوں میں شامل ہو کر کس قدر احباب کو ملاقات کے علاوہ روحانی اور علمی ماحول میسر آتا ہے۔ جس سے ان کے ایمانوں میں پختگی اور تازگی پیدا ہوتی ہے۔ ایک دوست نے بتایا کہ جلسے سے پہلے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ شاید نہ جایا جا سکے لیکن جلسے کے دن جوں جوں قریب آتے ہیں نہ شامل ہونے کا احساس بھی بڑھتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ شامل ہونے کا انتظام بھی کر دیتا ہے۔ ان کے کہنے کا مطلب تھا کہ جلسہ میں شامل ہونا خدا تعالیٰ کے فضل پر اور نیت پر موقوف ہے جس کا خدا ہمیشہ بندوبست کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے امریکہ کا 69 واں جلسہ سالانہ مورخہ 14 تا 16 جولائی 2017ء (جمعہ، ہفتہ، اتوار) ہیرس برگ کے فارم شو کامپلیکس میں منعقد ہوا۔ مکرم محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت امریکہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے منظوری کے بعد درج ذیل افسران جلسہ کا اعلان کیا۔

1۔ افسر صاحب جلسہ سالانہ مکرم بشیر احمد ملک صاحب، ورجینیا

2۔ افسر صاحب جلسہ گاہ مکرم مرزا نصیر احسان احمد صاحب، پِٹس برگ، پینسلوینیا۔

3۔ افسر صاحب خدمت خلق مکرم رانا بلال احمد صاحب۔ ہیوسٹن (صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو ایس اے)

ہیرس برگ کے اس کمپلیکس میں بہت بڑے بڑے وسیع و عریض ہال ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی ضروریات کو احسن رنگ میں پورا کرتے ہیں۔ مردوں اور خواتین کے لئے الگ الگ جلسہ گاہ کے علاوہ اس کمپلیکس میں کئی جا عتی بوتھ اور اسٹالز بھی لگتے ہیں۔

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی ڈائننگ ایریا بہت اچھے اور عمدہ طریق پر میز کرسیوں سے

ترتیب دیا گیا تھا اور معذور احباب کے لئے الگ بیٹھنے کے انتظام کے ساتھ ساتھ یہ حصہ تربیتی و اخلاقی امور پر مشتمل بینرز سے بھی سجایا گیا تھا جس میں نمازوں، ذکر الٰہی، درود و استغفار اور کھانے کے آداب و معاشرتی آداب پر مشتمل قرآن و حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے اقوال و ارشادات آویزاں تھے۔ خواتین نے بھی اپنے حصہ کو مختلف بینرز سے سجایا ہوا تھا اور اسٹالز بھی لگائے ہوئے تھے۔

جلسہ کے انتظامات تو کافی عرصہ پہلے سے ہی شروع ہو جاتے ہیں خاص طور پر جگہ کے حصول، لنگر خانہ کی ضروریات، اشیاء کی خرید وغیرہ تاہم جلسہ سے 3 یا 4 ماہ قبل کاموں میں تیزی آجاتی ہے۔ جلسہ گاہ' مسجد بیت الرحمان میری لینڈ (ہیڈ کوارٹر جماعت یو ایس اے) سے 2 گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے والنٹیئرز بہت محنت سے جا کر کام کرتے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

نماز تہجد اور درس

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے ایام میں باقاعدہ باجماعت نماز تہجد اور قرآن و حدیث کے درس کا بھی انتظام رہا۔ صرف جلسہ گاہ ہی میں نہیں بلکہ تمام رہائش گاہوں (ہوٹلوں میں جہاں پر احمدی احباب ٹھہرے ہوئے تھے) پر بھی باجماعت نماز تہجد اور نماز فجر نیز درس کا انتظام تھا۔

جلسہ گاہ میں پہلے دن نماز تہجد مکرم عبدالرؤف صاحب، (فی نکس ، ایریزونا) نے پڑھائی اور نماز فجر اور درس مکرم مولانا ارشاد ملہی صاحب نے دیا۔ دوسرے دن نماز تہجد مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نائیجیریا نے پڑھائی۔ نماز فجر اور درس مکرم مولانا عدنان بھٹی صاحب نے دیا۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ

جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے ہیرس برگ فارم شو کامپلیکس (Harrisburg Farm Show Complex) منگل کے دن بتاریخ 11 جولائی مل گیا تھا۔ ارد گرد کی جماعتوں سے خدام، انصار، اطفال، ناصرات اور خواتین نے وہاں پہنچ کر انتظامات کرنے شروع کر دیئے تھے۔

13 جولائی 2017ء جمعرات کی شام کو مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد امیر جماعتہائے احمدیہ نے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ آپ قریباً ہر شعبہ میں تشریف لے گئے۔ سب ناظمین سے اور معاونین سے معلومات بھی لیں اور موقعہ پر ہدایات بھی دیں۔ آپ کے ساتھ افسر صاحب جلسہ سالانہ، افسر صاحب جلسہ گاہ، خدمت خلق اور نائب امیر مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب افسر جلسہ گاہ آڈیو ویڈیو بھی تھے۔

معائنہ انتظامات کے بعد سب ورکرز جلسہ گاہ مردانہ اور جلسہ گاہ زنانہ میں اکٹھے ہوئے اور تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم امیر جماعت امریکہ ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب نے مختصراً خطاب کیا۔ آپ نے سب والنٹیئرز کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ آپ سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کو بھی مسکراتے چہروں کے ساتھ خوش آمدید کہیں اور ہر ایک کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ مہمان نوازی کے بلند معیار قائم کریں جس طرح کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں اور ہدایات دی ہیں۔ آپ نے یہ بھی ہدایت کی کہ ہر شخص سیکیورٹی کا خاص خیال رکھے۔ لنگر خانے کے منتظمین کو خاص ہدایت فرمائی کہ کسی کو بھی شکایت نہ ہو ہر ایک فرد کا خیال رکھیں۔

آپ نے کہا کہ دعاؤں پر خاص زور دیں اور بعد میں اجتماعی دعا کرائی اور سب کارکنان نے محترم امیر صاحب کے ساتھ اور مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن

آج جمعۃ المبارک تھا چنانچہ حضور انور کا خطبہ جمعہ صبح 8 بجے MTA پر نشر ہوا جسے احباب نے سنا لیکن دوپہر کو پھر اس کی ریکارڈنگ جلسہ گاہ میں لگائی گئی تا وہ احباب بھی حضور انور کے خطبہ جمعہ سے مستفیض ہو جائیں جو سفر کی وجہ سے نہ سن سکے تھے۔ ٹھیک 1 بج کر 45 منٹ پر محترم امیر صاحب نے کامپلیکس کی عمارت کے سامنے لوائے احمدیت لہرایا۔ مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نے امریکہ کا جھنڈا لہرایا اور مکرم کرسٹوفر خالد صاحب نے پینسلوینیا کا جھنڈا لہرایا۔

خطبہ جمعہ مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب مشنری انچارج نے دیا اور برکات خلافت بیان کیں کہ اس وقت دنیا کے موجودہ بحران کا حل اتحاد ہے اور یہ خلافت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسہ 2015ء

کے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

پہلا اجلاس

جلسہ کا پہلا اجلاس ٹھیک ساڑھے 4 بجے محترم امیر صاحب کی صدارت میں مکرم مولانا سلمان طارق صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا جس کا ترجمہ مکرم بشیر اسد صاحب نے پیش کیا نظم مکرم منصور احمد رفیق صاحب نے پیش کی اور ترجمہ مکرم عمر شہید صاحب نے سنایا۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا وارث کرے۔ آپ نے کہا کہ اس مرتبہ جلسہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے احباب بھی شامل ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ جلسہ میں شرکت کی ہے اور بڑی تکلیفیں برداشت کر کے وہ یہاں آئے ہیں۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ اب آپ کے لئے آزادئ مذہب ہے آپ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کریں یعنی عبادت میں پیچھے نہ رہیں اور تبلیغ بھی کریں۔ اور ان ملکوں کی آزادی آپ کو اور آپ کی اولادوں کو صحیح راستے سے دور نہ لے جائے بلکہ آپ پہلے آنے والوں کے لئے بھی ایک عمدہ نمونہ بن جائیں۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ سالانہ کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا۔ پیغام کا مکمل متن درج ذیل ہے:

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ یو ایس اے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ امریکہ کا جلسہ سالانہ 14 تا 16 جولائی 2017ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور شاملین کو اس کی برکات سے کماحقہ مستفیض ہونے کی توفیق دے۔ اللہ کرے کہ یہ جلسہ احباب جماعت کے اندر نیک اور پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والا ہو۔ زہد و تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔ جیسا کہ میں پہلے کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں اس جلسہ پر بھی میرا آپ کو یہ پیغام ہے کہ ان ملکوں میں رہتے ہوئے اپنے دین اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور اپنی عملی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تربیت کے کام کی طرف خاص توجہ دیں، یہاں کے ماحول میں تو تربیت کی طرف خصوصی توجہ ہونی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”یاد رکھو کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو کیونکہ دنیا تو گزرنے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گزر جائے گی۔۔۔ دنیا اور اس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو۔ ان کو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اس کے ثمرات باقی رہنے والے۔“ (ملفوظات ۱۹۶۳ایڈیشن جلد ششم صفحہ ۱۴۵)

پھر خدا تعالیٰ نے ہماری تعلیم و تربیت کے لئے اور خلیفۃ المسیح کی براہِ راست باتیں سننے کے لئے ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا ہے اور ہماری ساری ترقیات خلافت سے وابستہ کر دی ہیں۔ پس خلافت سے اپنا مضبوط تعلق رکھیں اور خلیفہ وقت کے خطبات سننے کی طرف پوری توجہ دیں۔ صرف سننے کی حد تک نہ رہیں بلکہ خلیفۃ المسیح کے ارشادات کو اپنی عملی حالتوں میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام سنانے کے بعد محترم امیر صاحب نے کہا کہ اس پیغام کو صرف ایک معمولی بات سمجھ کر ہی نہ سن لیں بلکہ جب بھی خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی پیغام آئے اس پر عمل کرنے کے لئے کوشاں ہو جانا چاہئے۔

پیغام سن کر احباب نے پر جوش نعرے لگائے۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے دعا کرائی۔

جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مولانا مبشر احمد صاحب مبلغ ہیوسٹن کی تھی۔ آپ کی تقریر 'اللہ تعالیٰ کی صفت ”الحلیم“ پر تھی۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیث سے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات سے اس صفت کے پہلوؤں پر روشنی ڈال کر احباب کو یہ صفت اپنانے کی تلقین کی۔

دوسری تقریر مکرم امجد محمود خانصاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ کی تھی آپ کی تقریر کا عنوان تھا۔ ”مصائب و تکالیف میں آنحضرت ﷺ کا عمدہ اخلاق“۔

تیسری تقریر مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی

صاحب کی تھی۔ تقریر کا عنوان تھا۔ ”حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحبؓ شہید۔ ایک مخلص اور باوفا صحابی کا بے مثال نمونہ“۔ اس تقریر پر جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی اور اعلانات ہوئے۔

بروز ہفتہ 15 جولائی 2017ء

آج جلسہ کا دوسرا دن تھا۔ یہ اجلاس مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان آف لاس اینجلس کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔

تلاوت مکرم مولانا فاران ربانی صاحب مبلغ زائن نے کی اور اس کا ترجمہ مکرم کرسٹوفر خالد صاحب نے پیش کیا۔ نظم مکرم خالد منہاس صاحب نے سنائی اور ترجمہ مکرم جلال الدین عبداللطیف صاحب نے پیش کیا۔

پہلی تقریر مکرم عرفان چودھری صاحب نے کی آپ کی تقریر کا عنوان تھا: ”اندھیروں اور مایوسیوں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ“

دوسری تقریر مکرم مولانا عبد اللہ دبا صاحب مبلغ بالٹی مور کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا۔ ”نوجوان صحابہ کی جانثاریاں“۔ مکرم عبداللطیف صاحب بینیٹ نے مساجد کی آبادی اور نماز باجماعت کی اہمیت پر تقریر کی۔ مکرم علی مرتضیٰ صاحب نے ”دعوت الی اللہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی سیرت کے حوالے سے“ تقریر کی۔ اس تقریر پر یہ اجلاس اختتام کو پہنچا۔

ہفتہ۔ دوسرا اجلاس (15 جولائی 2017ء)

کھانے اور نماز ظہر کے بعد شام سہ پہر ٹھیک 4 بجے یہ خصوصی اجلاس مکرم محترم مولانا اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت عزیزم خالد حسین نے کی جس کا انگریزی ترجمہ محترم طارق شریف صاحب نے کیا۔ مکرم حکیم بھٹی صاحب نے نظم پڑھی اور اس کا ترجمہ مکرم محسن شریف صاحب نے پیش کیا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم عبدالرحیم صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”عدل و انصاف اور رشتہ داروں سے حسن سلوک امریکن معاشرہ میں“ آپ نے قرآن و احادیث نیز حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام کے ارشادات سے اپنی تقریر کو مدلل طور پر بیان کیا تا کہ اس اجلاس میں غیر مسلم مہمانان کرام کو اسلام کی اصل تعلیمات سے آگاہی اور روشناسی ہو۔ اس اجلاس میں غیر مسلم مہمانان کرام بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل نے اس تقریر کے بعد مختصراً خطاب کیا۔

1: Ms. Erin Singshinsuk, Executive Director, U.S. Commission on International Religious Freedom
2: Amy Lillis, Acting Special Representative, Office Religion and Global Affairs, U.S. State Department.
3; Norma Torres, U.S. Congresswoman (D-CA)
4: Eric Reene, Special Counsel for Religious Discrimination, U.S. Department of Justice
5: Tom Murt, Member, Pennsylvania House of Representatives
6: Nick Miccarelli, Member, Pennsylvania House of Representatives
7: Eric Papenfuse, Mayor of Harrisurgh, Pennsylvania
8: Charlotte Haberaecker (Lutheran Services of America)
9: Staci Coomer (Luthern Immigration and Refugee
10: Bedrija Jazic (Lutheran Services of Carolinas)
11: Haneen Aslafi ((Lutheran Services of Carolinas)
12: Iliana Guadalupe Calles Dominguez, Member of Congress, Republic of Guatemala (Message from President Of Republic Of Guatemala) (With English Translation)
13: John Morrow, Director of The Covenanats Project, Proffesor
14: Dr. Waris Husain, Adjunct Professor, Horward University School of Law
15: Dr. Fatima Fanusie, Historian, Howard University

ان مہمانان کرام نے اپنی تقاریر میں جماعت احمدیہ امریکہ اور عالمگیر جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی سطح پر امن کی کوششوں کو خوب سراہا۔ اور اپنی اپنی تقاریر میں جماعت احمدیہ کے اس نعرہ کہ ”محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں“ کی بھی تعریف کی۔ بہت سارے مہمانوں نے جلسہ گاہ میں لگائی گئی نمائش بھی دیکھی جو مکرم کرنل فضل احمد صاحب، ان کی اہلیہ اور ان کی ٹیم نے بڑی محنت سے لگائی تھی۔ نمائش میں خصوصیت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے خلفائے کرام کے مختلف ممالک کے دورہ جات اور پارلیمنٹوں میں خطاب کی تصاویر تھیں۔ الحمدللہ کہ سب مہمانان کرام نے نہ صرف جماعت کی مساعی کو سراہا بلکہ تلقین کی کہ احمدیہ جماعت کی طرح اگر سب مل کر کام کریں تو یقیناً دنیا میں امن و سلامتی پھیل سکتی ہے اور اخوت و بھائی چارے کی فضا قائم کرنا آسان ہو گا۔

اس اجلاس کے اختتام پر مکرم صاحبِ صدر مولانا اظہر حنیف صاحب نے بھی مہمانان کرام کا شکریہ ادا کیا اور اسلامی تعلیم کے حسن کو مزید وضاحت سے بھی بیان کیا۔ اس کے بعد سب

مہمانان کرام کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ اس موقع پر مندرجہ ذیل مہمانوں نے مختصراً خطاب کیا۔

1: Patrick Morris, Former Mayor of San Bernanrdino (2006-2014); Superior Court Judge (1976-2005)
2:Rabbi Marc Belgrad, B'chavana Congregation, Illinois
3: Norman Hemming, U.S. Federal Magistrate Judge, Florida
4: Nate Heeter, Representative from U.S. Senator Pat Toomey (Pennsylvania)
5: Munum Naeem, Executive Director, Humanity First Usa (Presentation of Humanity First Usa Award)
6: Iliana Guadalupe Calles Dominguez, Member of Congress, Republic of Guatemala (Personal Message) (With English Translation)
7: Alimany Turay, Deputy Chief of Mission, Republic of Sierra Leone Embassy In The United States
8: Brian Levin, Director, Center for The Study Of Hate & Extremism, California State Univ. San Bernardino

ان مہمانوں نے بھی خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعلیمات اور حسن انتظام سے متأثر ہو کر اپنے اپنے ریمارکس دیئے۔ اس موقعہ پر مکرم و محترم امیر صاحب امریکہ مرزا مغفور احمد صاحب، مولانا اظہر حنیف صاحب تمام نیشنل عاملہ کے ممبران، مبلغین کرام، صدران جماعت نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر کل حاضری 353 تھی۔

اس سارے پروگرام کے انتظامات مکرم امجد محمود احمد خانصاحب اور مکرم عبدالقدوس صاحب اور ان کی ٹیم نے کئے تھے۔ مکرم امجد محمود خان صاحب نے سیکرٹری سٹیج کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔

جلسہ سالانہ کے اس اجلاس میں حسبِ سابق جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے امسال بھی تین تنظیموں کو خدمتِ انسانیت کا ایوارڈ دیا گیا۔ ان آرگنائزیشنز کے نام یہ ہیں۔

1. Lutheran Services in America (Charlotte Haberacker President and CEO)
2. Lutheran Immigration and Refugee Services (Staci Coomer, Vice President)
3. Lutheran Services of the Carolines (Bedrija Jazic and Haneen Alsafi Director and Program Manager)

جلسہ سالانہ کا اختتامی اجلاس

16 جولائی 2017ء بروز اتوار جلسہ سالانہ کا آخری اجلاس ٹھیک 10:30 بجے مکرم و محترم جناب امیر صاحب امریکہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا جو مکرم حافظ مبارک احمد صاحب آف کوکوئی نائجیرین نے خوش الحانی سے کی۔ جس کا ترجمہ مکرم حبیب شفیق صاحب نے پیش کیا۔ نظم مکرم بلال راجہ صاحب نے خوش الحانی سے سنائی اور اس کا ترجمہ مکرم برادرم نصیر اللہ احمد صاحب صدر جماعت ملوائی نے پیش کیا۔ اس کے بعد تعلیمی ایوارڈز پیش کئے گئے۔ تعلیمی ایوارڈ کے لئے مکرم مسرور ساجد صاحب نے نام پڑھے اور مکرم محترم امیر صاحب نے ایوارڈ دیئے۔ اسی طرح مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے بھی محترم مقبول طاہر صاحب اور مکرم انتصار ملہی صاحب اور مکرم خالد بھٹی صاحب نے ناموں کا اعلان کیا اور محترم امیر صاحب نے سب کو ایوارڈ دیئے۔ اس کے بعد اجلاس کی بقیہ کارروائی شروع ہوئی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم انور محمود خان صاحب کی تھی جو اردو میں کی گئی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہجرت"۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ان تکالیف و مظالم کا ذکر کیا جو منکرین و کافرین نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ پر ڈھائے جو ہجرت کا سبب بنے۔ اس وقت بھی احمدیہ جماعت کے احباب مرد و زن اور بچوں کو بعض ممالک میں مظالم کی وجہ سے تکالیف و صعوبتوں کا سامنا ہے۔ آپ نے ہجرت اور پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کر کے احباب کو تلقین کی کہ کس طرح وہ ان ممالک میں احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ اور کس طرح اپنے بچوں کو معاشرہ کے زہریلے اثرات سے بچا سکتے ہیں۔ دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر منصور قریشی صاحب کی تھی۔ انہوں نے "خلافت کے سایہ میں عالمگیر اتحاد کیسے ممکن ہے" پر بڑی مدلل تقریر کی اور خلافت کی اہمیت و برکات کو بڑے آسان اور موثر پیرایہ میں بیان کیا۔ ہر دو تقاریر کے بعد مکرم امیر صاحب کی تقریر تھی۔ مکرم امیر صاحب کی تقریر کا عنوان تھا "ذکر حبیب" یعنی سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ پہلو جس میں آپ نے بطور "حکم و عدل" کے اپنا مقام بیان کیا ہے اور مسلمانوں کی اور عیسائیوں کی اور دوسرے مذاہب کی جن غلطیوں کی اصلاح فرمائی ہے اس کی نشاندہی کی۔ جیسے جہاد کا غلط تصور، وغیرہ۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک دعا بھی پڑھ کر سنائی:

"اے ربّ العالمین! تیرے احسانوں کا میں

شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما۔ اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔" آمین ثم آمین (ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن مطبوعہ بعہدِ خلافتِ رابعہ صفحہ 153)

آپ کی تقریر کے بعد اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "قوم یونس اور ان کی توبہ و استغفار"۔ مکرم مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں احباب کو حضرت یونسؑ کے واقعہ کو یاد دلا کر توبہ و استغفار کی حقیقت کو واضح کیا۔

محترم مولانا صاحب نے بتایا کہ اس وقت دنیا بڑی تیزی کے ساتھ تیسری عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے اور خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے اس لئے ہمارے روحانی پیشوا ہمارے لیڈر اور ہمارے امام سیدنا مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دن رات، صبح و شام، ہر لمحہ دنیا کو اس بارے میں اسلامی تعلیمات سنا رہے ہیں اور اس وقت اس کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ دنیا خدا کی طرف رجوع کرے اور حضرت یونسؑ کی طرح دن رات لوگوں کو اس کی طرف بلائیں۔ اور قوم یونس کی طرح توبہ و استغفار کریں تا کہ اللہ تعالیٰ اس عالمی آفت سے سب کو بچا کر رکھے۔ آپ نے حضرت یونس علیہ السلام کی دعا لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑھنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت امریکہ نے اختتامی تقریر فرمائی اور حضور انور کے پیغام' جو پہلے دن آپ نے پڑھ کر سنایا تھا کے مندرجات دوبارہ یاد دہانی کے طور پر سنائے اور فرمایا کہ تقاریر سے جو سبق بھی ہم سب نے حاصل کیا ہے اسے زندگیوں کا حصہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث کرے۔ آمین۔

جس ماحول میں یہ جلسہ ہوا یایوں کہنا چاہئے کہ جلسہ کے ماحول سے ماشاء اللہ ہر شخص متأثر ہوا ایک دوست نے کہا کہ مولوی صاحب! "میری تو خواہش ہے کہ جلسہ سالانہ ایک ہفتہ کے لئے ہو جائے۔" ایک افریقن امریکن دوست جسے خاکسار پہلے کبھی نہ ملا تھا کو دیکھ کر خاکسار نے انہیں سلام کیا اور ان سے معانقہ کیا تو وہ مجھے بے اختیار کہنے لگے، "مجھے تو جلسہ میں شامل ہو کر اتنی زیادہ محبت اور پیار ملا ہے کہ زندگی بھر بھی اتنی دفعہ میں نے معانقہ نہیں کیا ہو گا جتنا ان تین دنوں میں کیا ہے اور ان لوگوں نے کیا ہے جنہیں میں جانتا بھی نہ تھا۔"

جلسہ کے اختتام پر مکرم محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس دفعہ جلسہ کی حاضری ماشاء اللہ 8737 تھی۔34 ممالک سے احمدی مہمان شریک ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

خواتین کا پروگرام

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن بروز ہفتہ خواتین نے اپنے دو الگ اجلاسات کئے۔ اجلاس کی صدارت امریکہ کی لجنہ اماء اللہ کی صدر صاحبہ، مکرمہ صالحہ ملک نے کی۔ تلاوت، نظم اور ان کے تراجم کے بعد محترمہ ڈاکٹر عزیزہ رحمان صاحبہ لاس اینجلس نے ہستی باری تعالیٰ پر تقریر کی۔ مکرمہ نائلہ احمد صاحبہ نے "میرے احمدی ہونے کی غرض" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد نظم پڑھی گئی اور ترجمہ ہوا۔ اس کے بعد محترمہ بشریٰ وڑائچ صاحبہ آف سلی کن ویلی (Silicon Valley) نے اردو میں تقریر کی جس کا عنوان تھا۔ "نماز باجماعت گھریلو یکجہتی کی ضمانت ہے۔"

پھر محترمہ فیونا او کیف Fiona O'Keeffe صاحبہ نے دورِ حاضر میں خلافت کی اہمیت پر تقریر کی۔ اور پھر محترمہ صدر صاحبہ نے ناصرات کو قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دَور مکمل کرنے پر انعامات دیئے۔ اعلانات پر یہ اجلاس ختم ہوا۔ دوسرا اجلاس شام کو پونے چار بجے تلاوت، نظم اور تراجم سے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ پہلی تقریر محترمہ صبا رحمان صاحبہ کی تھی کہ "بچیوں کے لئے پردہ کے متعلق اسلامی ہدایت" پھر ایک نومبائع بہن امانڈہ شپلی Amanda Shipley نے "میں احمدی ہوں۔ احمدیہ اسلام کی طرف میرا سفر" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ کا تعلق امریکہ کی جماعت انڈیانا Indiana سے ہے۔

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یو ایس اے صالحہ ملک صاحبہ نے ”امریکہ میں احمدی مسلمان عورت“ کے عنوان پر تقریر کی۔

نمائش اور بک اسٹال

مکرم و محترم کرنل فضل احمد صاحب نے امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر تصاویر کی ایک نہایت خوبصورت نمائش لگائی۔ تصاویر میں خلافت احمدیہ کے ذریعہ مختلف ممالک میں، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف ممالک میں دورہ جات اور وہاں پر ”اسلام کی پرامن تعلیمات“ کے بارے میں جو لیکچر اور خطابات ہوئے، ان کی نمائش تصاویری زبان میں آویزاں تھی۔

ایک بک اسٹال بھی لگایا گیا تھا جس میں مختلف کتب برائے فروخت موجود تھیں۔

اس کے علاوہ آمین کی تقریب بھی ہوئی۔ اور وقفِ نو کا پروگرام بھی ہوا۔ جس میں محترم امیر صاحب نے شرکت فرمائی اور بچوں میں انعامات تقسیم کئے۔ رشتہ ناطہ کی بھی ورکشاپ ہوئی بلکہ اس سلسلہ میں معلومات کے لئے ان کا ایک الگ اسٹال بھی لگا ہوا تھا۔

احباب کی سہولت کے لئے جلسہ کی تقاریر کا اردو اور سپینش ترجمہ بھی ہو رہا تھا۔

لنگر خانہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ کا انتظام بھی احسن رنگ میں چل رہا تھا، مہمانوں کے لئے الگ کھانا کھانے کے انتظام کے علاوہ پکوائی میں مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب اور ان کی ٹیم نے بڑی محنت سے کام کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

موصیان متوجہ ہوں

موصیان سے گذارش ہے کہ مالی سال 2016-17 کے چندہ حصہ آمد پر مبنی جدول ج فارم (Schedule C Form) مکمل کرکے جلد اپنے مقامی سیکرٹری وصایا کے حوالے کر دیں (براہ راست مرکز یا دفتر وصایا مسجد بیت الرحمٰن نہ بھیجیں)۔ قبل ازیں اوائل اگست میں تمام موصیان کی مالی دستاویزات Financial Statements ان کی خدمت میں مقامی وصایا سیکرٹریان کے توسط سے بھجوا دی گئی تھیں۔ تکمیل شدہ فارم نیشنل وصایا دفتر میں موصول ہونے کی آخری تاریخ 27 اگست 2017 ہے۔ اگر آپ کو اب تک مذکورہ دستاویزات موصول نہیں ہوئیں تو فوراً اپنے مقامی وصایا سیکرٹری (یا صدر جماعت) سے رابطہ کریں۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ جدول ج فارم (Schedule C Form) ہر سال مکمل کرکے مرکز بھجوانا ہر موصی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں صدر انجمن احمدیہ کا نافذ العمل قاعدہ (نمبر ۶۹) حسب ذیل ہے۔ "ہر موصی کے لئے لازم ہوگا کہ وہ سالانہ اصل آمد حسب نمونہ جدول ج پُر کرکے دفتر کو بھجوائے۔ فارم اصل آمد نہ آنے کی صورت میں صدر انجمن کو اختیار ہوگا کہ وہ مناسب تنبیہ کے بعد موصی کو بقایادار قرار دے کر موصی کے خلاف مناسب کارروائی کرے جو منسوخیٔ وصیت بھی ہو سکتی ہے"۔

آپ کے تعاون کے لئے ہم آپ کے بہت مشکور ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

نیشنل سیکرٹری وصایا۔

جماعت احمدیہ امریکہ

نوٹ: Schedule C Form ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل لنک استعمال کریں۔

www.ahmadiyya.us/departments/wasiyyat

دین کے لئے مالی قربانیوں کی اہمیت

عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

یا ایھا الذین آمنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ و لا خلّۃ و لا شَفاعۃ والکافرون ھم الظالمون۔(سورۃ البقرہ آیت 255)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ ایک عبد کے طور پر زندگی گزارتے ہوئے قربِ الٰہی کی سب راہوں کی پیروی کرتا رہے تاکہ جب اس دارالعمل سے دارالجزاء کی طرف منتقل ہو تو اپنے مقصدِ حیات میں کامیاب قرار پائے اور رضائے الٰہی کی ابدی جنت میں داخل ہو سکے۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے خدا تعالیٰ نے جو ذرائع اور وسائل انسان کو عطاء فرمائے ہیں ان میں سے ایک اہم ذریعہ انفاق فی سبیل اللہ ہے۔اس مضمون میں، میں اسی موضوع پر چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

آیاتِ قرآنیہ

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے قرآنِ مجید کی صورت میں جو کامل شریعت اتاری اور جس کو ھدًی للناس بھی فرمایا اور بالخصوص ھدیً للمتقین بھی۔ اس میں ہر وہ مضمون بڑی وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے جس کی انسان کو اپنا مقصدِ حیات حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہو سکتی ہے۔ ان مضامین میں سے ایک اہم مضمون راہِ خدا میں اپنے اموال کو خرچ کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جس طرح تاکید اور وضاحت سے یہ مضمون قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے اس سے انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس راہ کو اختیار کرنے سے ہی انسان اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید کا مطالعہ شروع کرتے ہی یہ آیاتِ کریمہ ہماری توجہ کھینچتی ہیں جو سورۃ البقرہ کی ابتداء میں آئی ہیں۔ فرمایا:

ذالک الکتاب لا ریب فیہ۔ ھدًی للمتقین (سورۃ البقرۃ 2:3)

کہ یہ قرآن کریم وہ عظیم موعود کتاب ہے جس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں اور یہ متقیوں کے لیے ذریعۂ ہدایت ہے۔ یہاں یہ سوال ذہنوں میں ابھرتے ہیں کہ آخر یہ متقی لوگ کون ہیں اور انسان متقی کیسے بن سکتا ہے۔ ان دونوں سوالوں کا جواب یہ عطا فرمایا:

الذین یو منون بالغیب و یقیمون الصلٰوۃ و مما رزقنھم ینفقون (سورۃ البقرۃ 2:4)

کہ متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اس میں متقی لوگوں کی جو درحقیقت انجام کار فلاح پانے والے ہیں دو بنیادی علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان نشانیوں سے ان کو خوب پہچانا جا سکتا ہے اور یہی وہ دو ذرائع بھی ہیں جن سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے انسان بالآخر اپنے مقصدِ حیات کو پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور قربت کو پالیتا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے متلاشی اور تقویٰ کی لا متناہی راہوں کے سالک کی ایک نشانی یہ بتائی ہے کہ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس طرح بسر ہوتا ہے کہ اس پر فنائیت کا مضمون صادق آتا ہے وہ اس حقیقت کا خوب عرفان رکھتا ہے کہ اس نے جو کچھ پایا محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نکتۂ معرفت کو کیا خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے۔

سب کچھ تیری عطا ہے، گھر سے تو کچھ نہ لائے

اس محکم یقین پر پوری طرح قائم ہونے کے بعد ایک بندۂ مومن کی ساری زندگی اس انداز میں گزرتی ہے کہ وہ اپنی ہر شے کو عطاء الٰہی یقین کرتے ہوئے پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ، پورے انشراح اور یقین کے ساتھ، راہ خدا میں خرچ کرتا ہے اور خرچ کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنی جان، مال، وقت، عزّت اور اپنی خداداد قوت و استعداد کا ایک ایک ذرہ اس راہ میں قربان کرتا چلا جاتا ہے اور سب کچھ قربان کر دینے کے بعد، اس کے دل کی گہرائیوں سے یہی آواز اٹھتی ہے کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس مضمون کو نہایت عارفانہ رنگ میں یوں بیان فرمایا ہے:

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پہ نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟
اسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

دینی ضروریات کی خاطر راہِ خدا میں اپنے اموال کو خرچ کرنے کا مضمون قرآن مجید میں بہت کثرت کے ساتھ بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے بار بار اس کی تاکید فرمائی ہے اور یہ وعدہ دیا کہ عالم الغیب خدا تمہاری ہر مالی قربانی کو خوب دیکھنے اور جاننے والا ہے اور وہ وہاب خدا ہے جو اس نیکی کی جزا گن گن کر نہیں بلکہ بے حساب دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اپنی جزاء کو لا متناہی رنگ میں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کو جہاد قرار دیتے ہوئے تجارت کے رنگ میں ذکر فرمایا ہے۔

فرمایا:

یا یھا الذین امنو ھل ادلکم علی تجارۃٍ تنجیکم من عذابٍ الیم ہ تومنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ط ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون یغفرلکم ذنو بکم و ید خلکم جنتٍ تجری من تحتھا الانھر و مسکن طیبۃً فی جنت عدن ط ذالک الفوز العظیم ہ واخری تحبونھا ط نصر من اللہ و فتح قریب ط و بشر المومنین (سورۃ الصف 61:11-14)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع نہ کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے بچائے گی-؟ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ایک دوسری (بشارت بھی) جسے تم بہت چاہتے ہو۔ اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب کی فتح ہے۔ پس تو مومنوں کو خوشخبری دے دے۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی برکات کا بڑی جامعیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ دنیا میں ملنے والے انعامات، خدائی نصرت اور فتوحات کا بھی ذکر ہے اور آخرت میں عذابِ الیم سے نجات، گناہوں کی مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی ابدی جنتوں میں داخلہ کی نوید سنائی ہے۔ ظاہر ہے کہ مالی قربانیوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے یہ سب افضال اس مجاہد فی سبیل اللہ کو ملتے ہیں اور اسکی جھولیاں دنیا و آخرت میں ان نعمتوں سے بھرپور رہتی ہیں۔ اسی مضمون کا ذکر اس دوسری آیتِ کریمہ میں بھی ہے جس میں فرمایا:

ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (سورۃ التوبہ 9:111)

”یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تاکہ اس کے بدلہ میں انہیں جنت ملے۔“

جس انسان کو صادق الوعد خدا تعالیٰ کی طرف سے جیتے جی جنت کی بشارت مل جائے وہ یقیناً اپنی منزل کو پا گیا۔ اسی آیت کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے مالی قربانیاں کرنے والے مجاہدین کو کتنے قطعی الفاظ میں بشارت دی ہے کہ اپنے خون پسینہ سے کمائے ہوئے رزقِ حلال کو میری رضا کی خاطر قربان کرنے والو! میں تمہیں کہتا ہوں:

فاستبشر وا ببیعکم الذی بایعتم بہ ط وذالک ھو الفوز العظیم ہ (سورۃ التوبہ 9:111)

”کہ تم اپنے سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اپنے ساتھ کیا ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“

ہمارے خدائے رحمٰن و رحیم کا ہم پر کس قدر احسان ہے کہ اسی نے ہمیں پیدا کیا، اسی نے زندگی دی، اسی نے مال کمانے کی طاقت اور توفیق عطاء کی اور جب اسی کے فضل اور اسی کی عنایت سے کمائی ہوئی دولت کا ایک حصہ اسی کی خاطر قربان کیا جاتا ہے تو وہ ذرہ نواز خدا اتنا خوش ہوتا ہے کہ جنت کی بشارت عطاء فرماتا ہے۔ لاریب ایک بندۂ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہے جو فوزِ عظیم کہلا سکتی ہے؟

احادیثِ نبویہؐ

چند آیاتِ قرآنیہ سے اکتسابِ فیض کے بعد آیئے اب ہم ان ارشادات سے برکت اور راہنمائی حاصل کرتے ہیں جو ہمارے محبوب آقا حضرت

خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ کے بیان فرمودہ ہیں۔ آنحضور ﷺ ایسے امّی نبی ہیں کہ آپؐ نے کسی انسان سے علم نہیں سیکھا، علیم و خبیر خدا خود آپؐ کا معلم تھا۔ معلمِ حقیقی نے آپ کو وہ علوم و معارف سکھائے کہ آپؐ کل دنیا کے ہادی اور راہنما بن گئے۔ مالی قربانیوں کے موضوع پر بھی آپؐ نے اپنی امت کی بے نظیر راہنمائی فرمائی۔ چند ارشادات بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ ایک ایک ارشاد توجہ سے سننے اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔

☆ ایک حدیثِ قدسی میں مذکور ہے کہ ”اے ابنِ آدم! تو دل کھول کر راہِ خدا میں خرچ کر، اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر خرچ کرے گا۔“ (مسلم)

☆ فرمایا ”قابلِ رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے بر محل خرچ کرنے کی بھی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی“ (بخاری)

☆ فرمایا ”دولت مند وہ نہیں جس کے پاس زیادہ مال ہو بلکہ حقیقی دولت مند تو وہ ہے جو دل کا غنی ہو یعنی راہِ خدا میں دل کھول کر خرچ کرتا ہو۔“ (ترمذی)

☆ فرمایا ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے“ (ترمذی)

☆ فرمایا ”نیکی کے تمام دروازوں میں سے بہترین دروازہ صدقہ و خیرات کرنا ہے“ (کنزالعمال)

☆ فرمایا ”ہر روز صبح سویرے دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ عطا کر اور اس کے نقشِ قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! مال روکنے والے کے لیے ہلاکت اور بربادی مقدر کر دے“۔ (بخاری)

(جو لوگ نیک اور صالح اولاد کی نعمت سے محروم ہیں ان کے لیے اس حدیث میں ایک عظیم نصیحت ہے

”اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما“)

☆ فرمایا ”تمہارا اصل مال وہی ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کر کے آگے بھجوا چکے ہو۔ جو پیچھے باقی رہ گیا ہے وہ تو وارثوں کا مال ہے“ (ترمذی)

☆ فرمایا ”مسلمان آدمی کا صدقہ کرنا عمر بڑھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے“ (کنزالعمال)

☆ فرمایا ”ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے۔ میری امت کی آزمائش مال میں ہے“ (ترمذی)

☆ فرمایا ”اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنی دولت کی تھیلی کا منہ بخل کی وجہ سے بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے دل کھول کر خرچ کرو“ (بخاری)

قرآن مجید اور احادیث سے ملنے والی یہ راہنمائی اس حقیقت کو خوب آشکار کرتی ہے کہ دین کی ضروریات کے لیئے مالی قربانی قربِ الٰہی اور رضائے الٰہی پانے کا ایک قطعی اور یقینی ذریعہ ہے۔ ان مالی قربانیوں کے نتیجہ میں ایک طرف ان کو اللہ تعالیٰ کا پیار نصیب ہوتا ہے تو دوسری طرف رحیم و کریم خدا اسی دنیا میں ایسے مخلص بندے کو نوازنا شروع کر دیتا ہے۔ اپنی جناب سے اس کی جھولیاں فضلوں سے بھر دیتا ہے۔ بے حساب عطا کرتا ہے۔ اس کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔ اسکی زندگی میں برکت دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اس کو اسی زندگی میں جنت کی سی کیفیت بھی عطاء کر دیتا ہے اور خود اس کی ضروریات اور حاجات کا متکفل ہو جاتا ہے۔ راہِ خدا میں مالی قربانیاں کرنے والوں کے لیے آخرت میں جنت کا حتمی وعدہ صادق الوعد خدا نے دے رکھا ہے جس میں کسی قسم کا تخلف ممکن نہیں۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے بعض ارشادات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی تحریرات اور ملفوظات میں انفاق فی سبیل اللہ پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بار بار اپنے ماننے والوں کو اس کی اہمیت، افادیت اور ضرورت سے آگاہ فرمایا ہے۔ قرآن و حدیث پر مبنی ان ارشادات کے اس وسیع ذخیرہ سے میں چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

علم و معرفت اور روحانی تاثیر کے اعتبار سے ان زوردار ارشادات کا بہت عظیم مقام ہے۔ بس ایسے دلوں کی ضرورت ہے جو ان کلمات کو اپنے نہاں خانۂ دل میں جگہ دیں۔ آپ فرماتے ہیں:

☆☆☆

”سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے۔ تاکہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث ہو۔“ (الحکم

جلد4 صفحہ 29 مورخہ 16 اگست 1900 صفحہ 3)

☆☆☆

"اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے توکل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔" (ملفوظات جلد9 صفحہ 36)

☆☆☆

"جو شخص۔۔۔ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہو گی۔ پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاق اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس کی راہ میں خرچ کریں تو اِس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہو گا۔۔۔اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔

یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔

یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لیے بلاتا ہے۔۔۔میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا خاص فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 498-496)

☆☆☆

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے اس طرح دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔۔۔اگر تم کوئی نیکی کا کام بجا لاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے۔ اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 498)

☆☆☆

"ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت آج اسلام کی زندگی ہے۔ اسلام ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے۔ اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدّم نہیں کر سکتے۔ آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور بَن پڑے اسلام کی خدمت کی جاوے۔ جس قدر روپیہ ہو وہ اسلام کی احیاء میں خرچ کیا جاوے۔" (ملفوظات جلد 2 مطبوعہ دور خلافت ثانیہ صفحہ 327)

☆☆☆

" ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے ۔۔۔ ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔۔۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 83)

☆☆☆

ایک جامع ارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اس میں ایک جہاد مالی قربانیوں کا جہاد بھی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ اسلام کے دفاع میں لٹریچر شائع ہو سکتا ہے، نہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو سکتے ہیں، نہ یہ ترجمے دُنیا کے کونے کونے میں پہنچ سکتے ہیں۔ نہ مشن کھولے جاسکتے ہیں، نہ مربیان، مبلغین تیار ہو سکتے ہیں اور نہ مربیان، مبلغین جماعتوں میں بھجوائے جاسکتے ہیں۔ نہ ہی مساجد تعمیر ہو سکتی ہیں۔ نہ ہی سکولوں، کالجوں کے ذریعہ سے غریب لوگوں تک تعلیم کی سہولتیں پہنچائی جاسکتی ہیں۔ نہ ہی ہسپتالوں کے ذریعہ سے دکھی انسانیت کی خدمت کی جاسکتی ہے۔ پس جب تک دنیا کے تمام کناروں تک اور ہر کنارے کے ہر شخص تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچ جاتا اور جب تک غریب کی ضرورتوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کیا جاتا اس وقت تک یہ مالی جہاد جاری رہنا ہے۔ اور اپنی اپنی گنجائش اور کشائش کے لحاظ سے ہر احمدی کا اس میں شامل ہونا فرض ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مارچ 2006 مطبوعہ الفضل لندن 21 اپریل 2006)

مالی قربانیوں کے ایمان افروز نمونے

انسان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح سے بنایا ہے کہ کبھی وہ خدائی فرمان کو سن کر ایسا متأثر ہوتا ہے کہ یک لخت اس کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ کان وقافاً عندالقرآن کہ وہ قرآن مجید کی آیات سن کر فوراً تابع فرمان ہوتے ہوئے رک جایا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی زبانی آیت کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل) آل عمران 3:145) سن کر حضرت عمرؓ پر کیا گزری؟ سونتی ہوئی تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور کھڑا ہونا بھی مشکل ہو گیا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرمان نبویؐ کان میں پڑتا ہے اور زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ گلی میں راہ چلتے صحابی کے کان میں رسولِ خدا ﷺ کی آواز پڑی کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ براہ راست مخاطب بھی نہ تھے لیکن وہیں گلی میں بیٹھ گئے۔ شراب کا دور چل رہا تھا اعلان سنائی دیا کہ شراب آج سے حرام کر دی گئی ہے۔ غلبۂ خمر کے باوجود ایک صحابی اٹھے اور لاٹھی سے شراب کے مٹکے کو چکنا چور کر دیا۔ دراصل نیکی کے ہر میدان میں اطاعت کا یہی مقام ہر مومن کو حاصل کرنا چاہیے۔ اسی غرض سے تربیتی تقاریر میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ارشادات کو بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی برکت سے مومنوں کے دلوں میں ایک پاکیزہ تبدیلی اور حرکت پیدا ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان عملی مثالوں سے بہت متأثر ہوتا ہے اور نیک اثر قبول کرتا ہے۔

انسان بالطبع نمونہ کا محتاج ہے اور دوسروں کے نیک نمونوں سے اس کے دل میں بھی نیکی کی تمنائیں بیدار ہوتی اور اسے بھی اسی رنگ میں رنگین ہونے پر مستعد کرتی ہیں۔ رسولِ پاک ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ وہ شخص حقیقت میں بہت ہی سعادت مند ہے جو دوسروں کے نیک نمونوں سے نصیحت پکڑتا ہے۔ اس پُر حکمت اصول کی روشنی میں میں مالی قربانیوں کے چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس امید اور دعا کے ساتھ

"شاید کہ اتر جائے کسی دل میں مری بات"

قرونِ اولیٰ کی مثالیں

آیئے ابتداء کرتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مثالوں سے جنہوں نے نورِ محمدیؐ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت پائی، آپؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور واقعی آپ کی ہدایات کو اپنی زندگیوں کا کچھ اسطرح حصہ بنا لیا کہ وہ سب کے سب آسمانِ ہدایت پر ستاروں کی طرح جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ یہی ہیں وہ خوش قسمت صحابہ جن سے خدا راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے اور جن کے نمونے کو رسولِ پاک ﷺ نے ہمیشہ کے لئے قابلِ تقلید قرار دیا۔

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ کے واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ صحابہ کرام نے اِس اسلامی تعلیم پر جس طرح دل و جان سے عمل کیا وہ تاریخ عالم میں بے مثل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غزوہ کے موقع پر نصف مال پیش کر دیا اور سوچا کہ میں اس میدان میں سب پر سبقت لے گیا ہوں۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اپنا سارا مال پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ اور مسابقت کی یہ دلفریب ادائیں صحابہ کرام نے اپنے اور ہمارے محبوب آقا، معلم کل جہاں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سیکھیں۔ آپؐ ہی نے ان کے دلوں کو روحانی

پاکیزگی عطا فرمائی اور پھر ان دلوں میں راہِ خدا میں اپنے اموال بے دریغ قربان کرنے کا بیج بویا۔ جب یہ بیج پھل لاتا اور انفاق فی سبیل اللہ اور ایثار کا کوئی مظاہرہ آپؐ کی نظروں کے سامنے آتا تو آپؐ کا چہرۂ مبارک خوشی سے تمتما اٹھتا۔ ایک کسان کی طرح جو اپنی سرسبز اور لہلہاتی ہوئی کھیتی کو دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک غریب قوم کے لوگ حاضر ہوئے جو ننگے پاؤں اور ننگے بدن تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ نے صحابہ کو جمع کر کے خطاب کیا اور ان کے لئے صدقہ کی تحریک فرمائی۔ صحابہ نے دینار، درہم، کپڑے، جَو اور کھجور صدقہ کیا یہاں تک کہ کپڑوں اور غلے کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔ حضرت جریر کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ یہ منظر دیکھ کر سونے کی ڈلی کی مانند چمک رہا تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقہ)

☆☆☆

جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ

لن تنالوا البرحتی تنفقوا مما تحبّون (سورۃ آل عمران آیت 93)

"کہ تم ہرگز نیکی نہ پاسکو گے جب تک تم ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے، جن سے تم محبت کرتے ہو۔"

تو اس کے بعد وفا شعار صحابہ کا طرزِ عمل دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ وہ اپنی ہر محبوب ترین چیز کو راہِ خدا میں قربان کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ انصارِ مدینہ میں سب سے زیادہ باغات حضرت طلحہ کے پاس تھے۔ بیر حاء نامی ایک باغ آپ کا محبوب ترین باغ تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے تھے اور حضور ﷺ اکثر وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس باغ کا ٹھنڈا اور میٹھا پانی آپ کو بہت مرغوب تھا۔ یہ آیت اتری تو حضرت ابو طلحہ نے فی الفور یہ باغ اللہ کی رضا کی خاطر صدقہ کے طور پر پیش کر دیا۔

☆☆☆

حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری تو میں نے غور کیا کہ مجھے اپنے اموال میں سب سے زیادہ پسندیدہ مال کون سا ہے؟ میں نے اپنی رومی لونڈی سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ پائی۔ اس پر میں نے اسی وقت اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد 1 صفحہ 295)

☆☆☆

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ بھی عجیب ایمان افروز واقعہ ہے اور ان کے سچے جذبات کی خوب عکاسی کرتا ہے۔ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور مچھلی کھانے کو بہت دل چاہا۔ لوگوں نے بڑی مشکل سے ایک مچھلی تلاش کی۔ پکا کر ان کے سامنے رکھی۔ ابھی ایک لقمہ بھی نہ لیا تھا کہ دروازہ پر ایک مسکین نے صدا دی۔ آپ نے فوراً ساری کی ساری مچھلی اٹھا کر اسے دے دی۔ لوگوں نے اصرار سے کہا کہ آپ مچھلی کھا لیں۔ اس مسکین کو ہم رقم دے دیتے ہیں جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کر لے گا لیکن حضرت عمر نے فرمایا کہ اس وقت میرے لیے یہی مچھلی سب سے زیادہ پسندیدہ اور مرغوب ہے اور میں اسے ہی صدقہ کروں گا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 1 صفحہ 297)

☆☆☆

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے۔ ان کو بیت المال سے پانچ ہزار دینار ملتے تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ رقم ملتے ہی ساری کی ساری راہِ خدا میں قربان کر دیتے اور اپنا گزارہ چٹائیاں بُن کر چلاتے تھے۔ (الاستیعاب جلد 2 صفحہ 572)

☆☆☆

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ سے زیادہ کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ دونوں کا اندازِ قربانی مختلف تھا۔ حضرت عائشہؓ تو تھوڑا تھوڑا کر کے مال جمع کرتیں اور جب کچھ مال جمع ہو جاتا تو سب کا سب تقسیم کر دیتیں۔ مگر حضرت اسماء کا طریق یہ تھا کہ وہ تو کوئی چیز اپنے پاس رکھتی ہی نہ تھیں۔ (الادب المفرد باب السخاوۃ)

☆☆☆

ایک بار رسول خدا ﷺ نے عورتوں کو راہ خدا میں قربانی کرنے کی نصیحت فرمائی۔ ابھی آپ واپس گھر نہیں پہنچے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی بیوی آ گئیں اور عرض کیا کہ میرے پاس جس قدر زیورات ہیں وہ سب کے سب لے آئی ہوں اور راہِ خدا میں پیش کرتی ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ)

یہ چند مثالیں بطور نمونہ ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ رسولِ پاک ﷺ کی پاک نظر ان صحابہ کے وجودوں پر کچھ ایسا کام کر گئی کہ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے۔ انہوں نے فنا فی اللہ اور انفاق سبیل اللہ کے وہ نمونے دکھائے جن کی نظیر ملنا محال ہے۔

دورِ حاضر کی مثالیں

اور آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس دورِ آخرین میں جو حضرت رسولِ پاک ﷺ کے غلامِ کامل اور عاشقِ صادق کا بابرکت دور ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور یہ سعادت عطا فرمائی کہ ہم نے یہ زمانہ پایا جس کی راہ تکتے تکتے لاکھوں کروڑوں انسان اس دنیا سے گذر گئے۔ حضرت مسیح الزمان، مہدی دوراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے قرونِ اولیٰ کے صحابہ کے نقوشِ پا کی کچھ اس فدائیت سے پیروی کی کہ ان کے آقا نے انہیں جیتے جی یہ نوید سنادی کہ

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

ان صحابہ کرام اور تابعین کرام کی مثالیں کوئی دور کی بات نہیں۔ ان میں سے بعض خوش نصیبوں کو دیکھنے کا شرف ہم میں سے بعض نے پایا اور بہت سے ایسے تابعین ہیں کہ جو آج اس دور میں ہمارے درمیان موجود ہیں اور اپنے پیش رو صحابہ کے رنگ میں رنگین ہیں آیئے دیکھیں کہ اسلام کے ان فدائیوں نے مالی قربانیوں کے میدانوں میں کس کس انداز میں روشن مینار تعمیر کیے ہیں۔

☆☆☆

راہِ خدا میں خرچ کرنا ایک بات ہے لیکن ایسا کرتے ہوئے بے پناہ فدائیت، ایثار اور مسابقت کا جذبہ بھی ساتھ ہو تو ایسی قربانیوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ بالکل ابتدائی زمانہ کی بات ہے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو ایک اشتہار شائع کرنے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت تھی۔ آپ نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی ؓ سے فرمایا کہ ضرورت فوری ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ کی جماعت اس ضرورت کو پورا کر سکے؟ حضرت منشی صاحب نے حامی بھری اور مسیح پاک علیہ السلام کی بات سن کر سیدھے گھر گئے۔ اپنی بیوی کا زیور بیچ کر فوری طور پر مطلوبہ رقم لا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ چند روز بعد حضرت منشی اروڑے خان صاحب ملنے آئے اور حضور نے کپور تھلہ جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے بہت بر وقت مدد کی۔ اس پر یہ راز کھلا کہ منشی ظفر احمد صاحب نے تو جماعت کے کسی دوست سے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ کتنی جانثاری اور کتنی خاکساری اور کتنی بے نفسی ہے اس واقعہ میں!

روایت میں آتا ہے کہ حضرت منشی اروڑے خان صاحب کو مالی خدمت کے اس نادر موقع سے محرومی کا اس قدر شدید قلق تھا کہ آپ کافی عرصہ تک حضرت منشی ظفر احمد صاحب سے ناراض رہے۔ کیا شان ہے اس ناراضگی کی۔ وجہ صرف یہ تھی کہ سارا ثواب آپ نے ہی لے لیا اور ہمیں اس ثواب میں حصہ دار نہ بنایا! (اصحاب احمد جلد 6 صفحہ 72)

☆☆☆

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے واقعہ سے جو ابھی آپ نے پڑھا، دورِ آخرین کے حضرت میاں شادی خان صاحبؓ کی یاد آجاتی ہے۔ سیالکوٹ کے لکڑی فروش، بہت متوکل انسان تھے۔ تنگدست تھے لیکن دل کے بادشاہ۔ اس فدائی انسان کا نمونہ یہ تھا کہ انہوں نے ایک موقعہ پر اپنے گھر کا سارا سازوسامان فروخت کر کے تین سو روپے حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ اُس زمانہ کے لحاظ سے یہ بہت بڑی قربانی تھی۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک مجلس میں اس پر اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا کہ میاں شادی خان نے تو اپنا سب کچھ پیش کر دیا۔ اور

”در حقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 315)

میاں شادی خان صاحب نے سنا تو سیدھے گھر گئے۔ ہر طرف نظر دوڑائی۔ سارا گھر خالی ہو چکا تھا صرف چند چار پائیاں باقی تھیں۔ فوری طور پر ان سب کو بھی فروخت کر ڈالا اور ساری رقم لا کر حضور کے قدموں میں ڈال دی اور حضور کے منہ سے نکلی ہوئی بات لفظاً لفظاً پوری کر دی! (مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم صفحہ 142-143)

اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس فدائی خادم کو کس طرح نوازا۔ ان کی وفات ہوئی تو ان کی آخری آرام گاہ بہشتی مقبرہ میں ایسی جگہ بنی جو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مزارِ مبارک سے چند گز کے فاصلہ پر تھی اور بعد ازاں مقدس

چار دیواری کے اندر آگئی!

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق کسی انسان کو تب ہی ملتی ہے جب اس کو توکل علی اللہ کی نعمت نصیب ہو۔ اس تعلق میں حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کا خوبصورت نمونہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

"ہمارے گھر میں خرچ نہ تھا۔ میرے والد صاحب نے میری والدہ سے پوچھا: آٹا ہے؟ کہا نہیں۔ مال ہے؟ جواب نفی میں ملا۔ ایندھن ہے؟ وہی جواب تھا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا۔ صرف دو روپے تھے۔ فرمانے لگے: اس میں تو اتنی چیزیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ اچھا میں ان دو روپوں سے تجارت کرتا ہوں۔ وہ دو روپے کسی غریب کو دے کر خود نماز پڑھنے چلے گئے۔ راستہ میں اللہ تعالیٰ نے دس روپے بھیج دیئے۔ واپس آکر فرمایا: "لو میں تجارت کر آیا ہوں۔ اب سب چیزیں منگوا لو۔ اللہ کی راہ میں مال دینے سے گھٹتا نہیں' بڑھتا ہے۔" (انعامات خداوند کریم صفحہ 221-222 تصنیف حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی)

☆☆☆

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے صحابہ میں مالی قربانیوں کا جذبہ ایسا راسخ ہو چکا تھا کہ اس کے نئے سے نئے انداز اختیار فرماتے۔ ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں جس میں بے پناہ جذبۂ قربانی جھلکتا نظر آتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی سائیں دیوان شاہ صاحب اپنے بار بار قادیان آنے کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"میں چونکہ غریب ہوں۔ چندہ تو دے نہیں سکتا۔ قادیان جاتا ہوں تا کہ مہمان خانہ کی چارپائیاں بُن آؤں اور میرے سر سے چندہ اتر جائے۔" (اصحاب احمد جلد 13 صفحہ 9)

☆☆☆

مال ہو تو اس کی طلب اور خواہش کے باوجود دینی ضروریات کو مقدم کرنا اور راہ خدا میں خرچ کرنا یقیناً بہت ہمت کی بات ہے اور ثوابِ عظیم کا موجب۔ لیکن مالی تنگی کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرنا بلکہ اپنا سب کچھ پیش کر دینا واقعی صبر اور قربانی کا انتہائی بلند مقام ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اور صحابی کی مثال پیش کرتا ہوں جن سے ملنے کی سعادت اس عاجز کو حاصل ہے۔ حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ امرتسر میں تھے کہ حضور کی طرف سے چندہ لینے والے پہنچ گئے۔ نقد رقم تو موجود نہ تھی۔ آپ کے پاس اس وقت کنستر میں صرف آدھ سیر کے قریب آٹا تھا۔ آپ نے وہی پیش کر دیا اور وہ ساری رات آپ اور آپ کے اہل وعیال نے فاقہ سے گذار دی! (الفضل 18 جنوری 1977ء)

☆☆☆

مالی قربانی کی عظمت کا معیار اس کی مقدار نہیں بلکہ وہ خلوص، جذبہ اور نیت ہے جس سے وہ قربانی پیش کی جاتی ہے۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم ایڈووکیٹ سرگودھا نے ایک احمدی سقہ (ماشکی) کا یہ واقعہ بارہا جگہ جگہ بیان فرمایا کہ اس کا کام شہر کی نالیاں صاف کرنے والے کارکنان کے لئے اپنی مشک سے پانی ڈالنا تھا۔ اس کی ماہانہ آمد (اس زمانہ میں) صرف 32 روپے بنتی تھی۔ وہ اس آمد میں سے ہر ماہ 20 روپے بڑی باقاعدگی سے بطور چندہ ادا کرتا تھا اور باقی صرف بارہ روپے میں اپنے خاندان کا گزارہ کرتا تھا۔ لاریب قربانی کا یہ معیار بہت ہی قابل رشک ہے اور بہتوں کے لئے درس نصیحت ہے۔

☆☆☆

قادیان کے ایک درویش کا عاشقانہ انداز قربانی ایسا ہے کہ روح پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ شمس الدین صاحبؓ درویش جسمانی طور پر معذور تھے سارا وقت ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں پڑے رہتے۔ نظام وصیت 1905ء میں شروع ہوا۔ یہ 1919ء میں اس میں شامل ہوئے لیکن اس اپاہج اور معذور لیکن دل کے غنی اور فداکار کا نمونہ دیکھئے کہ آپ نے 1901ء سے چندہ وصیت دینا شروع کیا۔ اور نہ صرف ساری زندگی ادا کیا بلکہ آئندہ سالوں کا چندہ بھی دیتے رہے اور 1990ء تک کا چندہ وصیت ادا کر دیا جبکہ ان کی وفات 1950ء میں ہو گئی۔ گویا وہ تصویری زبان میں کہہ رہے تھے کہ کاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اولین احمدیوں میں شامل ہوتا اور کاش میں 1990ء تک زندگی پا کر اسلام کی خدمت کرتا چلا جاتا۔ قربانی کا یہ بے مثال جذبہ ایک ایسے شخص کا ہے جو معذور تھا۔ چل پھر بھی نہ سکتا تھا، پہلو تک نہیں بدل سکتا تھا۔ زبان میں بھی لکنت تھی لیکن اس فدائی کا دل کتنا متحرک اور

جذبۂ قربانی سے پُر تھا۔ (وہ پھول جو مرجھا گئے از چوہدری فیض احمد گجراتی حصہ اول صفحہ 60 تا 62)

☆☆☆

انتہائی نازک اور مشکل حالات میں ،دلی جذبات کو قربان کرتے ہوئے ، راہ خدا میں قربانی پیش کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کے بے شمار نمونے تاریخِ احمدیت میں جابجا جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا ایک واقعہ یوں بیان کیا:

''وزیر آباد کے شیخ خاندان کا ایک نوجوان فوت ہو گیا۔ اس کے والد نے کفن دفن کے لئے 200 روپے رکھے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے تحریک فرمائی۔ ان کو بھی خط گیا تو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو رقم بھجوانے کے بعد لکھا کہ میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ 200 روپے تجویز کئے تھے جو ارسالِ خدمت کر تا ہوں اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کر تا ہوں''۔ (رسالہ ظہور احمد موعود صفحہ 70۔71 مطبوعہ 30 جنوری 1955)

☆☆☆

کیا یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کی زندگی میں یہ مرحلہ آجائے کہ اسے کہا جائے کہ اب تمہیں مزید مالی قربانی کرنے کی ضرورت نہیں ؟بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں کیونکہ جماعتی ضروریات اور منصوبے تو آگے سے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جماعتی تاریخ میں ایک شخص ایسے بھی گزرے ہیں جن کی غیر معمولی نمایاں اور بے لوث قربانیوں کو دیکھتے ہوئے واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اب انہیں مزید مالی قربانیوں کی ضرورت نہیں۔ یہ بزرگ شخصیت حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی تھی جن کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت صاحب کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا۔ اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہوں پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور ایک گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ دیں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً 450 روپے ملی تھی وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت آپ کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لیے رکھ لیتے۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کا نبی کہتا ہے کہ دین کے لیے ضرورت ہے تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں''۔ (روزنامہ الفضل 11 جنوری 1927)

مردوں کی مالی قربانیوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ جماعت کی خواتین بھی اس مالی جہاد میں مردوں کے دوش بدوش بلکہ بعض صورتوں میں مردوں سے بھی آگے رہتی ہیں۔ مسجدوں کی تعمیر کے موقع پر جس طرح مرد اپنی جیبیں خالی کرتے اور تنخواہوں کے لفافے بند کے بند چندے میں دے دیتے ہیں ، عورتیں بھی اپنے طلائی زیورات اسی والہانہ انداز میں چندہ میں پیش کرتی ہیں جیسے ان قیمتی زیورات کی کوڑی برابر بھی قیمت نہ ہو۔ شادی کے زیورات کے ڈبے ، بند کے بند ، خلیفۂ وقت کے قدموں میں رکھ دیتی ہیں۔

☆☆☆

میں ان واقعات کا چشم دید گواہ ہوں کہ مانچسٹر میں جب بیت الفتوح لندن کے سلسلہ میں تحریک کی گئی تو ایک نوجوان حاضرین میں سے اٹھ کر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔ اس نے وہ لفافہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے گزشتہ ماہ کی تنخواہ ملی ہے۔ میں نے ابھی اس لفافہ کو کھولا بھی نہیں۔ مسجد کے بارہ میں تحریک سن کر یہ لفافہ بند کا بند پیش کر تا ہوں۔

☆☆☆

اسی مجلس میں ایک اور نوجوان کا نمونہ بھی ناقابل فراموش ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک شاندار مثال ہے۔ تحریک سن کر وہ سٹیج پر آیا اور ایک لفافہ پیش کرتے ہوئے کہنے لگا کہ چند دنوں بعد میری شادی ہونے والی ہے میں نے ولیمہ

کے لئے 500 پاؤنڈ بچا کر رکھے ہوئے ہیں۔ خدا کا گھر بنانے کی تحریک سن کر دل میں خیال ہے کہ ولیمہ کا انتظام تو خدا تعالیٰ کسی نہ کسی طرح کر دے گا۔ خدمتِ دین کے اس واقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دوں۔ میری طرف سے یہ ساری رقم مسجد کے لئے قبول کر لیں۔

☆☆☆

اسی موقع کا ایک اور بہت ہی ایمان افروز واقعہ ہے۔ مسجد کی تعمیر کی مبارک تحریک کرنے کے بعد جب میں نے وعدوں کی لسٹ پر نظر ڈالی تو سب سے زیادہ وعدہ ایک احمدی خاتون کا تھا۔ میں نے تقریر میں اس کا ذکر کر دیا اور مردوں کو توجہ اور غیرت دلائی۔ ایک دوست نے خاتون کے دس ہزار پاؤنڈ کے مقابل پر پندرہ ہزار کا وعدہ کر دیا۔ چند لمحوں میں اسی خاتون کی طرف سے چٹ آئی کہ میرا وعدہ بیس ہزار پاؤنڈ لکھ لیں۔ میں نے جب اس کا اعلان کیا تو اس مرد نے اپنا وعدہ فوراً بڑھا کر اکیس ہزار پاؤنڈ کر دیا۔ مومنانہ مسابقت کا ایک ایمان افروز نظارہ تھا۔ ہر ایک منتظر تھا کہ دیکھیں اب کیا بنتا ہے۔ فوراً ہی اس مخلص خاتون کی طرف سے ایک اور چٹ موصول ہوئی جس کے مضمون نے سب مردوں کو لاجواب کر کے رکھ دیا۔ لکھا تھا کہ اب اس طرح بار بار وعدے بڑھانے کا موقع نہیں۔ میری طرف سے نوٹ کر لیا جائے کہ مسجد کی تعمیر کی خاطر ساری جماعت میں سے جو کوئی بھی سب سے زیادہ وعدہ لکھوائے گا۔ میرا وعدہ ہر صورت میں اس سے ایک ہزار پاؤنڈ زیادہ ہو گا! مسابقت بالخیرات کا کیا ہی قابل رشک نمونہ ہے جو ایک احمدی خاتون نے دکھایا!

☆☆☆

محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم منشی امام دین صاحب کی مثال بھی عجیب شان کی حامل ہے۔ آپ مالی حالات کی ناسازگاری کے باوجود ہمہ وقت مالی قربانی کی راہیں تلاش کرتی رہتی تھیں اور منتظر رہتی تھیں کہ کب مالی قربانی کا کوئی نیا موقع پیدا ہو اور وہ اس پر سب سے پہلے لبیک کہیں۔ آپ کا غیر معمولی جذبہ قربانی اس واقع سے عیاں ہوتا ہے کہ جب انہوں نے وصیت کے سب واجبات ادا کرنے کے بعد حصہ جائیداد کی ساری رقم بھی ادا کر دی تو ہوا یوں کہ دفتر کی غلطی کی وجہ سے وہ ساری کی ساری رقم کسی اور مدّ میں داخل کر دی گئی۔ اور ایک عرصہ کے بعد اس غلطی کا پتہ لگا۔ اس غلط اندراج کا ازالہ کاغذات میں درستی کے ذریعہ بآسانی ہو سکتا تھا لیکن اس مخلص خاتون نے یہ پسند نہ کیا کہ ادا کردہ رقم کو نکال کر صحیح مدّ میں درج کر دیا جائے۔ انہوں نے ایک دفعہ ادا کردہ حصہ جائیداد کے برابر ساری کی ساری رقم دوبارہ ادا کر کے اپنا حساب بے باق کر دیا! (اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 162)

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے جماعت کے مردوں اور عورتوں کو مالی قربانیوں کے میدانوں میں غیر معمولی رنگ میں حیران کن نمونے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ امراء کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت عطا فرمائی کہ وہ دل کھول کر، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، اپنی خداداد دولت قربان کرتے چلے جاتے ہیں اور غریب بھی اپنی نیک اور مخلصانہ، بے تاب تمناؤں کے لحاظ سے کسی سے پیچھے نہیں۔ بے شمار واقعات میں سے ایک نادر واقعہ پیش کرتا ہوں۔

قادیان کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ خلافت ثانیہ میں ایک غریب خاتون کی قربانی کا واقعہ میری والدہ ماجدہ مرحومہ نے کئی بار سنایا۔ حضرت مصلح موعودؓ مالی قربانی کی تحریک فرما رہے تھے اور یہ غریب اور نادار خاتون اس بات پر بے چین ہو رہی تھی کہ مالدار لوگ تو قربانیاں کر رہے ہیں اور میں محروم رہی جاتی ہوں۔ سخت بے چینی میں اٹھ کر گھر آئی۔ گھر کی چیزیں بیچ کر تو پہلے ہی چندہ دے چکی تھی، صحن میں مرغی نظر آئی وہی لا کر حضور کے سامنے پیش کر دی۔ پھر بے تاب ہو کر گھر گئی اور دو تین انڈے اٹھا کر لے آئی۔ قربانی کا جذبہ اتنا شدید تھا کہ آرام سے بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔ ادھر حضرت مصلح موعودؓ کا خطاب جاری تھا۔ وہ اٹھی اور گھر آ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ کچھ ملے تو جا کر وہ بھی پیش کر دوں۔ خاوند ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بیٹھا تھا اس نے کہا کہ اب کیا ڈھونڈتی ہو، گھر میں تو کچھ بھی نہیں رہا۔ اس خدا کی بندی نے جو اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کرنے کی قسم کھا چکی تھی بڑے غصہ سے کہا:

"چپ کر کے بیٹھے رہو۔ میرا بس چلے تو میں تمہیں بھی بیچ کر چندہ میں دے دوں"! (احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ صفحہ 49)

اختتامیہ

عشاق اسلام کی یہ قربانیاں اور ان کی

فدائیت کے یہ ایمان افروز نمونے ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ایک ایک واقعہ ہمیں دعوتِ عمل دے رہا ہے کہ ان واقعات کو پڑھ کر ایک لحہ کے لیے خوش ہو جانے اور سر دھننے پر ہی بس نہ کر دیں بلکہ ان پاک نمونوں کو اپنی زندگیوں میں بھی جاری وساری کر کے دکھائیں۔ اس راہ پر چلنے والوں نے تو اپنی منزل کو پالیا۔ اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی مالی قربانی کی ان راہوں پر پوری وفا کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں اور قربانیوں کے جس عَلَم کو ہمارے آباؤ اجداد نے سرنگوں نہیں ہونے دیا ہم بھی اپنی جانیں فدا کر دیں، اپنے اموال قربان کر دیں، لیکن احمدیت کے نام پر ہرگز ہرگز کوئی آنچ یا دھبہ نہ آنے دیں!

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دنیا عارضی اور چند روزہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک نے ایک دن اس عارضی ٹھکانہ کو پیچھے چھوڑ کر آخرت کا سفر اختیار کرنا ہے۔ سوچنے اور فکر کرنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے اس سفر آخرت کے لیے کیا زادِ راہ تیار کیا ہے؟ اگر کسی کے ذہن میں یہ ہو کہ میں اپنی جائیدادیں، محلات، اپنی دولتیں اور اپنی جاگیریں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا تو اُس شخص سے زیادہ نادان اور جاہل کون ہو سکتا ہے۔ اس دنیا میں آنے والا ہر شخص خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ ہی جاتا ہے۔ دنیا کے یہ سب اموال، سب جائیدادیں، حتّٰی کہ بیوی، بچے، رشتہ دار اور دوست، سب اسی دنیا میں رہ جاتے ہیں۔ مرنے والے کے ساتھ اگر کوئی چیز اُس دنیا میں جاتی ہے اور آخرت میں اُس کو کوئی فائدہ دے سکتی ہے تو وہ اُس کے نیک اعمال ہیں۔

ان نیک اعمال میں دیگر نیکیوں کے علاوہ مالی قربانیوں کا ایک بلند مقام ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال کو خوش دلی کے ساتھ راہِ خدا میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کی دولت حاصل کر لی جائے تو یہ قربانی ضرور وہ زادِ راہ ہے جو آخرت میں انسان کے ساتھ جاتا ہے اور یہی وہ سچی اور حقیقی دولت ہے جو میدانِ حشر میں بھی اس کی دستگیری کرے گی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ نے کیا خوب فرمایا ہے:

یہ زر و مال تو دنیا ہی میں رہ جائیں گے
حشر کے روز جو کام آئے وہ زر پیدا کر

پس ہم میں سے کوئی اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ دنیا کی دولت آخرت میں اس کے کام آئے گی۔ عقلمند اور کامیاب وہ شخص ہے جو اس فانی دولت کو راہِ خدا میں قربان کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کی ابدی اور لازوال دولت خرید لیتا ہے اور اس وسوسہ میں کبھی مبتلا نہیں ہوتا کہ مال خرچ کرنے سے دولت کم ہو جاتی ہے۔ یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ حق یہ ہے کہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے دولت کم نہیں ہوتی بلکہ بے انداز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں:

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کبھی کوئی غریب نہیں ہوتا۔ اگر انسان اس راہ میں جوان مردی اور ہمت دکھائے تو خدا خود اُس کا معین و مددگار ہو جاتا ہے۔

خدائے رحمان و رحیم کی جنتِ نعیم کے ہر طلبگار کا فرض ہے کہ وہ صادق الوعد خدا کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے مالی قربانیوں کے سب میدانوں میں اس شان سے آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے کہ اِسی زندگی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ خوش خبری سن لے کہ

"فاد خلی فی عبادی وادخلی جنتی"

کہ آؤ میرے بندو! میری راہ میں اپنے آپ کو فدا کرنے والو! دوڑتے ہوئے آؤ اور میری رضا کی ابدی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس زمرۂ ابرار میں شامل فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امّیدوار

فقہی مسائل

مرتبہ، عذرا محمود

سوال۔ فجر سے پہلے تہجد کی نماز کس وقت تک پڑھی جاسکتی ہے۔ اور کیا تہجد کے لئے سونا ضروری ہے۔ ایک یہ بھی خیال پایا جاتا ہے کہ اگر سوئے نہیں تو تہجد کی نماز نہیں پڑھ سکتے؟اس کے متعلق براہ کرم وضاحت فرمادیں۔

جواب۔ عشاء کی نماز کا وقت نصف رات تک ہوتا ہے۔ اور تہجد کے عربی زبان کے لحاظ سے لفظی طور پر لغوی معنی یہ ہیں کہ سو کر اُٹھنا۔ عام انسانی فطرت بھی یہی ہے کہ وہ عشاء کی نماز کے بعد تھوڑی دیر جاگے گا یا کام کرے گا پھر سوجائے گا۔ تو سو کر اُٹھ کر جو نوافل پڑھے جائیں گے خدا کے حضور جو عبادت کی جائے گی اس کا نام تہجد ہے اور اس کا وقت صبح صادق تک ہے۔ یعنی جب فجر کے وقت تاریکی اور روشنی علیحدہ علیحدہ نظر آئے۔ ایک طرف رات کی تاریکی جارہی ہے اور دوسری طرف سے روشنی قریب آرہی ہے اسے کہتے ہیں پَو پھٹ گئی۔ اس وقت سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور تہجد کی نماز کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

باقی اگر کوئی انسان ایسا ہے کہ مثلاً رات وہ کسی کام میں مصروف رہا۔ سفر پہ رہا۔ بیمار تھا۔ سو نہیں سکا۔ اور جب نصف رات گزر جائے رات کا آخری حصہ آجائے اور وہ نوافل ادا کرنا چاہے تو بغیر سونے کے اس وقت نوافل کی ادائیگی کی ممانعت مجھے کہیں مل نہیں سکی۔ اصل تو بنیادی بات یہ ہے کہ تہجد کے لفظ کے بنیادی معنے ہی یہ ہیں کہ سو کر اُٹھنا اور طبعی فطری بات ہے کہ ہر انسان رات کو سوتا ہے سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری ہو۔ سفر پہ ہے۔ بیمار ہے۔ کسی کام کاج میں مصروف رہا تو مجبوری کی شکل میں نہیں سوسکا اگر وہ تہجد کے وقت عبادت کرنا چاہے تو اس کی شریعت میں ممانعت کہیں نہیں ہے۔

سوال:۔ اگر کسی نے اپنے وتر تہجد کے لئے چھوڑ رکھے ہیں کہ میں صبح اُٹھ کر تہجد کے ساتھ وتر کی ادائیگی کرلوں گا کیونکہ یہ زیادہ احسن ہے۔ لیکن کسی وجہ سے وہ ایسے وقت میں نہیں اُٹھ سکا کہ جب وہ وتر کی ادائیگی کرسکے اس وقت۔ تو پھر اس کے لئے کیا صورت ہوسکتی ہے؟

جواب:۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ حضور صبح نماز تہجد کے لئے جب اُٹھتے تھے تو اس وقت تک نوافل پڑھتے تھے وتر پڑھتے تھے اور جب پَو پھٹ جاتی تھی یعنی صبح صادق کا وقت ہوجاتا تھا تو اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا طریق یہ تھا کہ دو سنت پڑھ کے پھر نماز کے لئے چلے جاتے تھے۔ اور نماز فجر کے دو فرض ادا کرتے۔ اور سورج طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دفعہ سوال ہوا تو حضورؑ نے فرمایا کہ اذان فجر کے بعد صبح سورج طلوع ہونے تک دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہے۔ گویا اس میں یہ ممانعت ہے کہ اس میں سوائے فرض نماز کے اور جو سنتیں ہیں یعنی فجر کی اس کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ عام فقہاء کا یہی طریق اور یہی کہنا تھا کہ کسی وجہ سے کسی کے وتر رہ جائیں تو اس کا حل یہ نکالا کہ سورج طلوع ہونے کے بعد کسی وقت وہ وتر ادا کرسکتا ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی بہت اہمیت بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ اور اُمّت کو بھی تاکید فرمائی کہ وتر کا خوب التزام کیا جائے۔ آنحضورؐ نے بعض ایسے صحابہؓ کو جنہیں اپنے اُٹھنے کے متعلق خوف ہوتا تھا کہ صبح وہ اُٹھ نہیں سکیں گے خاص تاکیدی حکم تھا کہ تم اس وقت تک نہیں سونا جب تک وتر ادا نہ کرلو۔ اس لئے جس شخص کو یہ تھوڑا سا بھی گمان ہو کہ پتہ نہیں وہ صبح اُٹھ سکے گا کہ نہیں تو اسے چاہیئے کہ سونے سے پہلے وتر ادا کرلے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کس وقت وتر ادا کرتے ہیں تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ میں تو رات کے پہلے حصے میں پڑھ کر سوتا

ہوں۔ آپؐ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تو وتر صبح اُٹھ کر پڑھتا ہوں۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا کہ ابو بکر محتاط ہے اور عمر کو اپنے آپ پہ اعتماد ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ شیطان اسے سلائے رکھے۔ اس لئے وتر کے لئے دونوں طریق درست ہیں وتر رات کے پہلے حصے میں بھی پڑھے جاسکتے ہیں اور صبح اُٹھ کر نوافل ادا کئے جاسکتے ہیں۔ بہتر طریق تو یہی ہے کہ ایسا ہی کیا جائے۔ فقہاء نے اس بات کا حل کہ اگر کسی کے وتر رہ جائیں یہ نکالا کہ پھر وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھیں کیونکہ سورج نکلنے تک کوئی اور نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

سوال:۔ اگر کوئی عشاء کی نماز وقت پر ادا نہیں کر سکا تو عشاء کی نماز رات کے کس حصے تک پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب:۔ اگر تو اس سوال سے یہ مراد ہے کہ مثلاً اگر کسی محلے کی مسجد میں عشاء کی نماز کے لئے جماعت کا وقت رات کو آٹھ بجے مقرر ہے۔ اور وہ جماعت میں نہیں پہنچ سکا تو پھر وہ کب پڑھے۔ تو اس کے لئے تو احادیث میں لکھا ہے کہ نصف رات تک عشاء کی نماز کا وقت چلتا ہے اور اگر وقت سے یہ مراد ہے کہ جب عشاء کی نماز کا وقت شروع ہوا اس وقت سے لے کر نصف رات تک اس نے نماز عشاء کی نہیں پڑھی اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ کہ وہ سو رہا تھا، نیند کی بناء پر اسے عشاء کی نماز کا سارا وقت نصف رات تک گزر گیا اور نصف رات کے گزرنے کے بعد اسے جاگ آئی یا یہ کہ اسے یاد ہی نہیں رہا کہ میری عشاء کی نماز ابھی پڑھنے والی باقی ہے۔ اور عشاء کی نماز کا پڑھنا اسے جب یاد آیا اس وقت تک نصف رات گزر چکی تھی تو ان دو اسباب کے بارے میں حضرت رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر سو رہنے کی وجہ سے یا بھول جانے کی وجہ سے کسی کی نماز چُھٹ جائے تو جب اُسے جاگ آئے وہ چُھٹی ہوئی نماز پڑھ لے۔ جب اُسے یاد آئے وہ چُھٹی ہوئی نماز پڑھ لے۔ یہ تو ہے ان دو اسباب کی بناء پر ہدایت۔ لیکن اگر اُس نے جان بوجھ کر نماز نہیں پڑھی اپنی سُستی کی بناء پر یا کسی اور عادت کی بناء پر اُس نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ تو اس کے بارے میں نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نماز پڑھنے کی کسی آیت اور حدیث میں یاد دہانی نہیں ملی اس کا علاج صرف توبہ و استغفار ہے کہ جو اس نے نماز نہ پڑھنے کا گناہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی مانگے استغفار کرے۔

(حوالہ: استفادہ از فقہی مسائل پروگرام ایم ٹی اے نمبر 1۔ نشریہ دسمبر 2010ء)

حضورِ نماز کے لئے دُعا

16؍ مئی 1902ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی نظیر حسین سخا دہلوی کو ان کے خط کے جواب میں نماز میں حصولِ حضور کا طریق بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”نماز میں اپنے لئے دعا کرتے رہیں اور سرسری اور بے خیال نماز سے خوش نہ ہوں بلکہ جہاں تک ممکن ہو توجہ سے نماز ادا کریں۔ توجہ پیدا نہ ہو تو پنج وقت ہر ایک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں بعد ہر رکعت کے کھڑے ہو کر یہ دعا کریں۔

اے خدا تعالیٰ قادر و ذوالجلال! میں گناہ گار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تاکہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دُور ہو کر حضورِ نماز میں میسّر آوے۔“

(فتاویٰ مسیح موعود صفحہ ۳۵ مرتبہ فخر الدین ملتانی ۱۹۳۵ء)

مسلمانوں کی زبوں حالی کا علاج یا مسلمانوں کے لئے راہِ نجات

بشیر احمد، نارتھ نیو جرسی

اس مضمون کا محرک مسلمانوں کی زبوں حالی پر میری پریشانی اور دُکھ ہے۔ اس وقت تمام اسلامی ممالک اپنی بقا کے لئے مغربی طاقتوں کے دستِ نگر ہیں۔ اور تو اور پاکستان ایک ایٹمی قوت ہونے کے باوجود انتہائی معاشی، انتظامی اور اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے۔ اسلامی ممالک ہر قسم کے وسائل سے مالا مال ہیں لیکن منافق بزدل اور راشی قیادت کی وجہ سے دن بدن قعرِ مذلّت میں گرتے ہی جا رہے ہیں اور بہتری کی کوئی صورت انہیں دکھائی نہیں دے رہی۔ کئی صدیوں سے متعدّد اسلامی تحریکیں مسلمانوں کی یکجہتی کے لئے اُٹھیں۔ مثلاً مولانا عبید اللہ سندھی کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک اسلامستان بنانے کی تمنا۔ علی برادران اور حال ہی میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی طرف سے اسلامی خلافت قائم کرنے کی کوششیں۔ پھر مصر کی اخوان المسلمین اور مولانا مودودی صاحب کی بزور شمشیر اسلامی شریعت نافذ کرنے کے دعوے۔ اور آجکل طالبان، القاعدہ جماعت الدعوۃ اور داعش کی طرف سے قتل عام اور دہشت گردی کے ذریعہ شریعت رائج کرنے کے قابل نفریں اور سنگدلانہ طریق کار جو اسلامی تعلیم کے سراسر منافی ہے لیکن ان میں کوئی بھی تحریک کامیاب نہیں ہو سکی کیونکہ جبر کے ذریعہ دل نہیں بدلے جا سکتے۔ اور ساری مذہبی تاریخ گواہ ہے کہ روحانی انقلاب صرف مامورین الٰہی کے ذریعہ ہی آیا کرتے ہیں جو لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا عملی نمونہ ہوتے ہیں۔ یہ ہے راہ راست جس سے مسلمان گریزاں ہیں۔ اس لئے وہ مزید قعرِ مذلّت میں گرتے جا رہے ہیں۔ مسلم حکومتوں کی حالت یہ ہے کہ کئی مسلمان ملکوں پر مغربی جارحیت کے خلاف مذمّتی بیان دینا تو درکنار۔ ان مظلوم ملکوں سے کسی ہمدردی کا اظہار تک نہیں ہوا۔ عراق۔ شام۔ لیبیا اور یمن بالکل تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن ان کی مدد کی بجائے سعودی عرب اور کویت نے مصر کی فوجی حکومت کو لاکھوں ڈالر دیئے کہ وہ اخوان المسلمین کو تباہ کر دے۔ انا اللہ وانا الیہ رٰجعون۔ مزید بر آں قریباً ہر اسلامی ملک میں مسلمان ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں جس پر مغرب خوش ہے کہ مسلمان آپس میں لڑ مر کر مزید کمزور ہو رہے ہیں۔

اندریں حالات کیا یہ سنجیدگی سے سوچنے کا مقام نہیں کہ ہر آفت مسلمانوں پر ہی کیوں پڑتی ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے ان ہی اسلامی تعلیم کے خلاف کرتوتوں کی وجہ سے ان سے ناراض ہے۔ اور دہشت گردی کی وجہ سے وہ بدنامِ زمانہ ہیں گویا کہ وہ نہ دین کے رہے اور نہ ہی دنیا کے۔ اس لئے تعصبات سے بالا تر ہو کر سوچیے کہ مسلمانوں نے احمدیت کی مخالفت کر کے کیا کھویا اور کیا پایا ہے؟ ملّاؤں کے غلط دعووں کے برعکس بفضل تعالیٰ احمدیت دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور ہر سال حق کے متلاشی مسلمان، عیسائی اور مشرک حقیقی اسلام یعنی احمدیت میں داخل ہو کر اسلامی شعار پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ یہ واحد اسلامی جماعت ہے جس کے دنیا کے بیشتر ممالک میں مستقل اور منظم تبلیغی مشن قائم ہیں اور انہوں نے ہزاروں مسجدیں تعمیر کی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ساری دنیا میں پھیلے مسلمان ایک خلیفہ کے ہاتھ پر متحد اور یک جان ہیں۔ جس کی آواز پر وہ ہر دم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ اب بتائیں کہ ہے کوئی اور اسلامی قیادت جو مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کر سکے؟ ہر گز نہیں کوئی دنیاوی تحریک یا تنظیم مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر متحد نہیں کر سکتی کیونکہ یہ کام خدا تعالیٰ اپنے مرسلین کے ذریعہ ہی ہمیشہ سرانجام دیتا آیا ہے۔ لوگ ان کو کذّاب اور حقیر جانتے ہیں۔ لیکن سنتِ الٰہی یہی ہے کہ وہی کامیاب و کامران ہوتے ہیں اور اُن کے جھٹلانے والے دشمن ہمیشہ خائب و خاسر رہتے ہیں۔ حضرت رسول کریم ﷺ کے خلاف کیسی کیسی رذیل سازشیں ہوئیں لیکن آخر کار آپ ہی کامیاب و کامران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیّین کا خطاب پایا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کو زندگی بھر صرف چند گنتی کے حواری ایمان لانے والے ملے مگر آج عیسائیت اڑھائی ارب کی تعداد میں دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مسلمان اعلیٰ و ارفع شریعت کے حامل ہونے کے باوجود اب کیوں بے سہارا سرگرداں اور بدنامِ زمانہ ہیں؟ یہ ذلت و رسوائی

صرف اس لئے ہے کہ انہوں نے مامورِ زمانہ کا متشدّدانہ انکار کرکے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ غیرت مند ہے وہ اپنے فرستادہ کی ہتک کب تک برداشت کر سکتا ہے؟ لیکن کوئی ہے جو سوچے کہ زلازل اور سیلابوں کی تباہ کاریوں کے ذریعہ متنبّہ کرنے کے باوجود جب مسلمانوں نے اپنی روش نہیں بدلی تو سنتِ الٰہی کے عین مطابق ان کے دلوں پر مہر لگا کر انہیں ہدایت سے محروم کر دیا گیا تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلّی کے مورد ہو گئے۔ انہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ قرآن مجید میں مندرج پہلی قوموں کے قصص پر غور کرتے کہ خدا تعالیٰ نے یونہی تو انہیں بار بار متنبّہ نہیں فرمایا کہ ان جیسا معاندانہ جھٹلانے کا رویہ اختیار نہ کرنا ورنہ تمہارا حشر بھی اُن کی جیسی تباہی پر ہو گا۔ لیکن کوئی نہیں جو قرآن مجید اور سنتِ الٰہی پر غور کرے یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ (سورۃ ۳۶ [یٰس]: آیت ۳۱) حالانکہ معاملہ بالکل ظاہر و باہر ہے۔ رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ امّتِ مسلمہ کی اصلاح کے لئے آخری زمانہ میں مسیح موعود و امام مہدی مبعوث ہوں گے۔ جب آپ نے یہ فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہو گا جب عیسیٰ نبی تم میں نازل ہوں گے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔ یعنی مسیح موعود اور امام مہدی تم ہی میں سے ہو گا کوئی پرانا نبی نہیں آئے گا۔ ساتھ ہی تاکید فرمائی کہ میرا اسلام اُس کو ضرور پہنچانا خواہ تمہیں برف پر سے گھسٹ کر جانا پڑے یعنی اسے ضرور قبول کرنا۔ اب جب قرآنی ارشاد فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کی رو سے حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں اور مصر کی الاظہر یونیورسٹی کے علامہ شلتوت اور حال ہی میں پاکستان کے علامہ غامدی اس کی تصدیق کر چکے ہیں تو حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ اس دنیا میں آنا ناممکن ہے پھر صاف ظاہر ہے کہ اصلاح اُمّت کے لئے انہی میں سے کسی کا آنا ضروری تھا۔ حکم و عدل بن کر اسے فرقوں کے اختلافات دُور کرنا تھے، انہی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے آکر نہ صرف اصلاحِ اُمّت کا فریضہ ادا کیا بلکہ آنحضورؐ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق خوب کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر بھی کیا وہ اس طرح کہ آپ کے زمانہ سے پہلے عیسائی پادریوں کی یلغار نے لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا تھا۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآنی علم کی روشنی میں ثابت کرکے پادریوں کو مدافعانہ رویہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ جس کی وجہ سے لاکھوں مسلمان مرتد ہونے سے بچ گئے۔ اور عیسائی مشنریوں کا یہ حال ہوا کہ وہ آج تک احمدیوں سے مباحثہ کرنے سے گریزاں ہیں اور اُنہیں چرچ کی طرف سے ہدایت ہے کہ احمدیوں سے مقابلہ نہیں کرنا۔ یہ ہے حقیقی کسرِ صلیب ورنہ اڑھائی ارب دنیا میں موجود عیسائیوں کے گھروں میں گُھس کر ان کی صلیبیں توڑنا کسی انسان کے لئے ناممکن ہے؟

پھر آپ نے قتلِ خنزیر یوں کیا کہ آپ کی دعاؤں سے اُس زمانہ کے خنزیر صفت بڑے بڑے غیر مسلم لیڈر ہلاک ہو گئے۔ یہ معاندینِ اسلام دن رات رسول کریم ﷺ پر اتہامات لگا کر آپ کو گالیاں دیتے تھے۔ آپ نے ان سے مباہلہ کرکے انہیں کیفرِ کردار تک پہنچایا، مثلاً امریکہ کا پادری ڈاکٹر ڈوئی مارچ 1907ء میں ہلاک ہوا، جس کی گواہی وہاں کے متعدد اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ یوں دی کہ ”انڈین مرزا جیت گیا“ پھر ڈپٹی عبداللہ آتھم آف امرتسر انڈیا جو آپ کے آقا محمد ﷺ کی ہتک کرتا تھا۔ آپ کی بددعا سے مرا۔ ہندوؤں میں سے پنڈت لیکھرام جو سخت بدزبان تھا، آپ سے مباہلہ کرکے آپ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہلاک ہوا۔ درجنوں مزید بدگو آپ سے مقابلہ کرکے کیفرِ کردار کو پہنچے۔ یہ تھا حقیقی قتلِ خنزیر۔ ورنہ دنیا میں موجود کروڑوں سؤر مارنا کیا کسی انسان کے بس میں تھا؟ ان خنزیر صفت بدگو دشمنانِ اسلام کی ہلاکتوں کی وجہ سے لوگ بہت حد تک رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی سے باز آگئے۔

اب آجا کے سارا زور مسئلہ ختم نبوت پر رہ گیا ہے۔ جس کے غلط معنی کرکے اور دروغ گوئی کے ذریعہ مُلّاں لاعلم عوام کو گمراہ کر رہے ہیں کہ احمدی ختم نبوت کے قائل نہیں۔ حالانکہ حاشا وکلّا ہم دل و جان سے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیّین مانتے ہیں لیکن لفظ خاتم کے صحیح اور اعلیٰ وارفع معنوں کی رُو سے عربی لفظ خاتَم کے صحیح معنے مُہر کے ہیں نہ کہ آخری۔ آخری کے لئے عربی لفظ خاتِم ہے۔ یعنی ت کے نیچے زیر ہے جبکہ قرآن مجید میں یہ لفظ ت کے اوپر زبر سے ہے۔ گویا آپؐ تمام نبیوں کی مُہر ہیں یعنی ان کی سچائی کی تصدیق کرنے والے اور اسی طرح سب نبیوں سے عظیم تر ہیں نیز کامل

شریعت لانے والے جو تاقیامت قائم و دائم رہے گی۔ آئندہ جو بھی مصلح آئے گا وہ آپ کی غلامی میں ہی آئے گا۔ یہ ہے آپ کی بلند شان ورنہ آخری ہونا تو نہ کوئی خوبی ہے اور نہ کوئی افضلیت۔ کیا آپ جیسے رحمۃ للعالمین سے توقع کی جاسکتی ہے کہ دنیاجہاں کی سب سے عظیم نعمت یعنی ہر قسم کی نبوت کو بالکل بند کر دیں؟ گویا آپ کی شریعت کی کامل پیروی کر کے آپ کی غلامی میں ظلّی نبی ضرور آسکتا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا یہی دعویٰ تھا کہ انہوں نے جو کچھ پایا ہے آنحضرت ﷺ کی مکمل اطاعت کر کے ہی حاصل کیا ہے۔

پھر ذرا سوچئے کہ نعوذ باللہ اگر مرزا صاحب مفتری ہوتے تو قرآنی ارشاد کے مطابق خدا تعالیٰ آپ کی شہ رگ کاٹ دیتا اور آپ کو ہرگز پنپنے نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ خبیر و علیم ہے سویا ہوا نہیں۔ پھر مرزا صاحب کا مشن شب و روز کامیابی کی طرف کیوں رواں دواں ہے اور احمدیت دنیا میں پھیلتی ہی جارہی ہے۔ مُلّاں کی شدید مخالفت کے باوجود مضبوط تر ہوتی جارہی ہے۔ بھٹّو نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو کیا انجام ہوُا۔ ضیاء الحق نے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری کیا تو وہ جل مرا اور اس کی راکھ ہوا میں اُڑ گئی۔ اگر یہ لوگ راستی پر ہوتے تو انہیں اعزازات ملنے چاہیئے تھے نہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلّی کے مورد بنتے۔ لیکن قوم نے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ وائے افسوس مُلّاں پر کہ نہ اس نے اور نہ عوام نے زلازل اور سیلاب کی تباہ کاریوں سے بھی عبرت حاصل نہیں کی۔ اس وقت بھی پوری اُمت مسلمہ مصائب میں مبتلا ہے لیکن پھر بھی مُلّاں کی دروغ گوئی پر عمل پیرا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس اُمّتِ مرحومہ پر اور اسے ہدایت دے، آمین۔

پھر غور کریں کہ بھٹّو اور ضیاء پر تو قہری تجلّی نازل ہوئی لیکن اس کے مقابلہ میں احمدیت کو فتحِ مبین عطا ہوئی۔ لاکھوں احمدی ہجرت کر کے دنیا میں پھیل گئے۔ اور متعدد مغربی ممالک میں بڑی بڑی منظّم جماعتیں قائم ہو گئیں اور جماعت احمدیہ کی معاشی حالت اس قدر مضبوط ہوگئی کہ نہ صرف وہ اربوں روپے خرچ کر کے شاندار مساجد اور تبلیغی مراکز تعمیر کرنے کے قابل ہوگئی بلکہ ساری دنیا میں اس کی قبولیت بھی بڑھ گئی۔ حتّٰی کہ خدائی تقدیر کے موافق ہمارے خلیفہ مغرب کے ایوانوں میں جاکر ان کے اکابرین کو اسلام کا امن کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ وہ ان کو بکلّی انصاف پر قائم ہونے کی تلقین نہ صرف کرتے ہیں بلکہ انہیں متنبّہ فرماتے ہیں کہ اگر انہوں نے اصلاحِ احوال نہ کی تو تباہ کر دیئے جائیں گے۔ اس سلسلہ میں وہ امریکن کانگرس، برطانوی، یورپی یونین، کینیڈین پارلیمنٹوں اور جرمن اکابرین وغیرہ سے خطاب کر چکے ہیں۔ ہے کوئی اور مسلمان لیڈر جو یہ جرأت کر سکے؟ مزید برآں دنیا کے بڑے بڑے زعماء کو بھی اسی مضمون کے خط لکھ چکے ہیں کہ دنیا تیسری عالمی ایٹمی جنگ کے دہانے پر کھڑی ہے اس لئے ظلموں سے باز آجاؤ اور انصاف پر قائم ہو جاؤ ورنہ تم تباہ کر دیئے جاؤ گے۔

پاکستان کی حکومت نے احمدیوں کے جلسے بند کئے اور مُلّاں کو کھلی چُھٹی دے دی کہ وہ دروغ گوئی کے سہارے احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلا کر ان کو شہید کروائیں، اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں پھیلا کر بڑے بڑے جلسوں کے ذریعہ تبلیغ کے مزید راستے کھول دیئے کہ ہر ملک میں احمدیت اسلام کا ڈنکا بج رہا ہے، الحمدللہ۔

لیکن نہ مُلّاں کو اور نہ عامۃ الناس کو توفیق ہے کہ سوچے اور سمجھے کہ الٰہی نصرت کس کے ساتھ ہے۔ دراصل ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔ بشدّت انکار کرنے والے ہمیشہ ہدایت سے محروم رہتے ہیں اور آخر تباہ کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے ناکام ہی رہنا ہوتا ہے۔

یاد رکھیں کہ جب تک اُمتِ مسلمہ مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اختیار نہیں کرتی وہ یونہی بھٹکتی رہے گی اور مزید قعرِ مذلّت میں گرتی ہی جائے گی۔ یہ الٰہی تقدیر ہے جو ہرگز ٹل نہیں سکتی۔ الٰہی سنت کے مطابق احمدیت نے بہر حال کامیاب و کامران ہونا ہے۔ مبارک وہ جو اس قافلہ حقیقی اسلام میں شامل ہو کر فلاحِ دارین حاصل کریں۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی ہے کہ تین سو سال کے اندر اندر روئے زمین پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام چھا جائے گا اور دوسرے مذاہب برائے نام باقی رہ جائیں گے۔ پس آیئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اس دوڑ میں شامل ہو جایئے۔ وما علینا الا البلاغ۔